موجودہ حالات سے نبرد آزما ہونے کا سامان "قرآن حکیم" اور "دین حق" ہے

کارگل میں اگر یہ سب کچھ حکومت کی مرضی سے ہوا تو بدترین منافقت کا کردار ادا کیا گیا

موجودہ دور میں عظمت قرآن کی سب سے بڑی علامت علامہ اقبال کی شخصیت ہے!

قرآن کی عظمت کو جاننے کا سب سے بڑا ذریعہ خود قرآن حکیم کی آیات اور رسول اکرم ﷺ کی احادیث ہیں

اگر امریکہ نے افغانستان پر حملہ کرنے کیلئے پاکستان کی سرزمین استعمال کی تو ہمیں افغانوں کی دشمنی مول لینا پڑے گی

دینی جماعتیں "نواز ہٹاؤ" تحریک چلانے کے بجائے قرآن کی بنیاد پر نفاذ اسلام کے لئے تحریک چلائیں

مسجد دارالسلام باغ جناح، لاہور میں امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کے ۲۳/جولائی ۹۹ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

(مرتب : فرقان دانش خان)

حمد و ثناء، تلاوت آیات و احادیث اور خطبۂ مسنونہ کے بعد فرمایا:

سانحہ کارگل پر مرثیہ خوانی کافی ہو چکی۔ خلاصہ یہ ہے کہ علامہ اقبال کے اس شعر کے مصداق ؎

رو لے اب دل کھول کے اے دیدۂ خوں نابہ بار!
وہ نظر آتا ہے تہذیب حجازی کا مزار

آج پاکستان جس مقام پر ہے اس پر جتنی بھی نوحہ خوانی کی جائے کم ہے کیونکہ صورت حال یہ ہے کہ پاکستان جب قائم ہوا تو وہ سب سے بڑا اسلامی ملک تھا۔ پھر ہماری اپنی غلطیوں سے ۷۱ء میں یہ دولخت ہوا تو ہماری معنوی حیثیت ایک بٹا دس (۱/۱۰) رہ گئی اور اب موجودہ صورت حال میں بھارت کے مقابلے میں ہماری حیثیت زیرو ہو گئی ہے۔ اس پر ملک گیر سطح پر احتجاج کی ایک لہر اٹھی ہے۔ عوام کو تو اپنے معاشی مسائل سے فرصت ہی نہیں، البتہ سیاسی اور دینی جماعتوں کے لئے ایسا ہی ہے جیسے بلی کے بھاگوں چھینکا ٹوٹ جائے۔

سب سے پہلے تنظیم الاخوان نے احتجاجی جلوس نکالا۔ ۲۵ جولائی کو جماعت اسلامی کا ملین مارچ ہونے والا ہے، ۲۸ جولائی کو پاکستان عوامی تحریک کا احتجاج کرنے کا ارادہ ہے۔ پیپلز پارٹی بھی اپنی جماعتی حیثیت میں ۴ اگست سے ریلیاں نکالے گی۔ ابھی تو یہ لہریں الگ الگ ہیں۔ لیکن اندازہ ہے کہ جلدی یہ تمام لہریں اکٹھی ہوں گی۔ جس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ تاریخ کا چکر دہرایا جائے گا۔ جیسے ۶۹ء میں ایک بڑی تحریک چلی تو ایوب کا اقتدار ختم ہوا۔ بھٹو کو بھی ایک بڑی تحریک کے ذریعے رخصت کیا گیا، پھر جنرل ضیاء کو MRD کی تحریک کے ذریعے مجبور کیا گیا کہ مارشل لاء کو سول حکومت میں بدل دیں، لیکن اس اکھاڑ پچھاڑ سے ملک کو کوئی فائدہ نہ ہوا، بلکہ الٹا نقصان ہوا ہے۔

اب چونکہ ایک سول آمریت ہے، پارلیمنٹ نواز شریف صاحب کی جیب میں ہے، باقی اداروں پر بھی ان کا مکمل کنٹرول ہے، لہٰذا اگر یہ سب لہریں اکٹھی ہو بھی جائیں تو بھی موجودہ حکومت کو ہٹانے میں کچھ وقت لگے گا۔ البتہ ایک خدشہ ہے کہ چونکہ اس تحریک میں جہادی تحریکیں بھی شامل ہیں، اس لئے ملک میں باہمی خانہ جنگی کا خطرہ موجود رہے گا۔

میرا مستقل مؤقف یہ ہے کہ ہم کسی سیاسی جوڑ توڑ میں حصہ نہیں لیں گے۔ کیونکہ حکومت کی ٹانگ گھسیٹنے والی ان تحریکوں کے نتیجے میں کسی حکومت کو گرایا ضرور جا سکتا ہے، اس ذریعے سے اسلام نہیں آ سکتا۔ پاکستان کی سابقہ نصف صدی کی تاریخ میرے اس دعوے کا بین ثبوت فراہم کرتی ہے۔ البتہ اگر نفاذ اسلام کے لئے کوئی کوشش ہو گی تو ہم اس میں ضرور شامل ہوں گے۔

میں یہ بھی تسلیم کرتا ہوں کہ اس حکومت کا اخلاقی جواز ختم ہو چکا ہے کیونکہ کارگل میں جو کچھ ہوا اگر حکومت کی منظوری سے ہوا تو بدترین منافقت کا کردار ادا کیا گیا۔ ایک طرف تو "چھمیاں" ڈالی گئیں، دوستی کے راگ الاپے گئے اور دوسری طرف کارگل میں محاذ آرائی کی منصوبہ بندی کی گئی، یہ ایک مسلمان کا کردار نہیں، جس کی اسلام بالکل اجازت نہیں دیتا اور اگر حکومت کو یہ سب معلوم نہیں تھا اور اس کی منظوری کے بغیر یہ مہم جوئی اختیار کی گئی تو یہ نااہلیت کی انتہا ہے۔

بہرحال اصل مسئلہ یہ ہے کہ حکومت ختم بھی ہو جائے تو کیا ہمارے پاس کوئی اسلامی متبادل قیادت موجود ہے؟ جواب نفی میں ہے۔ لہٰذا توجہ طلب بات ہے کہ اس صورتحال میں پھر کیا کیا جائے؟ اور ہمارے پاس ان حالات سے نبرد آزما ہونے کا کیا سامان ہے؟ اس کا جواب علامہ اقبال کے اس شعر میں موجود ہے ؎

ہفت کشور جس سے ہوں تسخیر بے تیغ و تفنگ
تو اگر سمجھے تو تیرے پاس وہ سامان بھی ہے

وہ سامان کیا ہے؟ قرآن حکیم کی صورت میں ایک اعلیٰ نظریہ ہے جسے خود قرآن میں الہدیٰ کہا گیا اور وہ نظام عدل اجتماعی ہے جس کے لئے قرآن میں "دین حق" کا لفظ استعمال ہوا۔ یہ دو چیزیں دے کر حضرت محمد ﷺ کو بھیجا گیا۔ قرآن میں تین مرتبہ یہ آیت آئی ہے:

﴿ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ﴾

"وہی ہے اللہ جس نے بھیجا اپنے رسول ﷺ کو دو چیزیں دے کر، ایک الہدیٰ (یعنی قرآن حکیم) اور دین حق (یعنی عادلانہ نظام زندگی) تاکہ آپ اسے تمام نظام ہائے زندگی پر غالب کر دیں۔"

دین حق آج کے انسان کی سب سے بڑی ضرورت ہے۔ پندرہ سو سال یا دو ہزار سال پہلے انسان کو اس کی ایسی

ضرورت" نہ تھی جیسی اب ہے' کیونکہ پہلے انسان پر انفرادیت کا غلبہ تھا جبکہ آج ایک مرکزی قوت "ریاست" کی صورت میں وجود میں آچکی ہے۔ اور اب تو دنیا گلوبل سٹیٹ کی طرف جا رہی ہے' لہٰذا اس عادلانہ نظام کی جتنی ضرورت اب ہے پہلے نہ تھی۔

آج مجھے درحقیقت ان دو چیزوں کے بارے میں گفتگو کرنی ہے۔ اس میں سب سے پہلے نظریہ ہے اور پھر نظام' کہ جو نظریئے کے بعد تشکیل پاتا ہے جیسے مارکس ازم پہلے پھیلا' کیمونزم ریولیوشن بعد میں آیا۔ اسی طرح ایک نظریہ ہے ایمان' جس کا منبع اور سرچشمہ قرآن ہے۔ یہ نظریہ اگر دلوں میں جاگزیں ہو جائے تو پھر ایمان کا لازمی نتیجہ جہاد ہے۔ اور جہاد کا نتیجہ اسلامی انقلاب اور دین حق کا قیام ہے۔ اس اعلیٰ نظریئے کا حامل قرآن مجید ہے' جس کی عظمت کا بیان خود اللہ نے فرمایا ہے

قرآن کی عظمت بزبان قرآن

قرآن کی عظمت کو خود اللہ نے قرآن حکیم میں متعدد مقامات پر بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ سورۃ الحشر کی آیت نمبر ۲۱ میں قرآن کی عظمت ان الفاظ میں بیان ہوئی: ﴿لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ﴾ "اگر ہم نے اس قرآن کو کسی پہاڑ پر اتار دیا ہوتا تو تم دیکھتے کہ وہ دب جاتا' جھک جاتا اور پھٹ پڑتا اللہ کے خوف سے"

گویا تجلی باری تعالیٰ کی جو تاثیر سورہ اعراف میں بیان ہوئی وہی تاثیر قرآن میں بھی ہے۔ دوسرا پہلو قرآن کی افادیت کا ہے۔ سورۂ یونس کی دو آیات میں بتایا گیا کہ انسانوں کے لئے اس قرآن میں کیا فائدہ ہے۔ ﴿يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِى الصُّدُوْرِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ﴾ "لوگو! دیکھو اس قرآن میں تمہارے رب کی طرف سے نصیحت بھی آگئی اور تمہارے سینوں کے اندر جو امراض ہیں (حب جاہ' دنیا پرستی' زر پرستی' حسد' بغض اور تکبر وغیرہ) ان کی شفاء بھی یہ کتاب ہے اور یہ رہنمائی اور ہدایت ہے اور رحمت ہے مومنین کے لئے۔"

اب جو شخص مذکورہ بالا دو اعتبارات سے قرآن کی عظمت سے واقف ہو جائے اسے کیا کرنا چاہئے۔ اس کے لئے سورۂ رحمٰن کی ان آیات میں رہنمائی موجود ہے: ﴿اَلرَّحْمٰنُ ○ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ○ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ○ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ﴾ رحمٰن نے قرآن سکھایا یعنی رحمان کی رحمانیت کا مظہر اتم قرآن ہے۔ اسی نے انسان کو تخلیق فرمایا اور اسے قوت بیان عطا کی۔ ان تینوں باتوں کو جوڑنے سے نتیجہ نکلتا ہے کہ انسان اپنی نطق و بیان کی صلاحیتوں کو قرآن سمجھنے اور سمجھانے کے لئے لگائے۔ یہ اعلیٰ ترین کام ہے۔

اس مضمون کی ایک بڑی مشہور حدیث ہے ((خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ)) یہ حدیث ان چار آیتوں کا منطقی نتیجہ ہے جسے حضرت عثمانؓ نے روایت کیا ہے کہ "تم میں بہترین وہ ہیں جو قرآن سیکھیں اور سکھائیں"۔ گویا قرآن کی افادیت کو عام کرنے کی ذمہ داری اس امت کے ذمہ لگائی گئی ہے۔ جیسا کہ اقبال نے کہا ہے ~

ہم تو جیتے ہیں کہ دنیا میں ترا نام رہے
کہیں ممکن ہے کہ ساقی نہ رہے جام رہے

اب عظمت قرآن کے موضوع پر سورہ عبس کی چھ آیتیں ملاحظہ فرمائیں: ﴿كَلَّاۤ اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ○ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ○ فِىْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ ○ مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ ○ بِاَيْدِىْ سَفَرَةٍ ○ كِرَامٍ بَرَرَةٍ﴾ "یہ قرآن تو بس یاددہانی ہے' جو چاہے اس سے نصیحت حاصل کرے۔ (اصل کتاب) ایسے صحیفوں میں ہے جو نہایت قابل احترام اور انتہائی پاک ہیں۔ اس کے لکھنے والے بھی بڑے باعزت اور وفادار (فرشتے) ہیں"۔

دراصل یہاں اس حقیقت کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ قرآن جو راستہ دکھاتا ہے وہ تمہاری فطرت سے ہم آہنگ اور تمہارے باطن میں ودیعت شدہ ہے' بس یہ کہ اس پر کچھ غفلت کے پردے پڑ گئے ہیں جنہیں ہٹانا ضروری ہے۔ فطرت سلیمہ کے مالک لوگ جب اسے پڑھتے ہیں تو کہہ اٹھتے ہیں کہ گویا' یہ ہی میرے دل میں ہے۔ حافظ ابن قیمؒ کہتے ہیں کہ بہت سے قرآن کے پڑھنے والے ایسے ہوتے ہیں کہ جب قرآن پڑھتے ہیں تو محسوس کرتے ہیں کہ ہم مصحف سے نہیں پڑھ رہے بلکہ یہ تو ہمارے لوح قلب پر لکھا ہوا ہے' وہاں سے پڑھ رہے ہیں۔ اب سورۃ الواقعہ کی آٹھ آیتوں کے حوالے سے عظمت قرآن کو دیکھئے۔

﴿فَلَاۤ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ ○ وَاِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِيْمٌ ○ اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ ○ فِىْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ○ لَّا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ○ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ اَفَبِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَنْتُمْ مُّدْهِنُوْنَ ○ وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ ○﴾

"دیکھو لوگو میں قسم کھا رہا ہوں ان مقامات کی جہاں ستارے ڈوبتے ہیں۔ اور یقیناً یہ بہت بڑی قسم ہے اگر تمہیں اس کا اندازہ ہوتا (یہ قسم کھا کر کہا گیا) واقعتاً یہ قرآن بہت باعزت ہے' یہ اس کتاب میں ہے جو چھپی ہوئی ہے (اصل قرآن لوح محفوظ میں موجود ہے' جبکہ ہمارے پاس اس کی مصدقہ نقل ہے) اس اصل قرآن کو کوئی نہیں چھو سکتا سوائے ان ہستیوں کے جو بہت پاکیزہ ہیں یعنی فرشتے' یہ کتاب نازل ہوئی ہے رب العالمین کی جانب سے۔ تو کیا ایسی عظیم شے سے تم بے اعتنائی برت رہے ہو اور تم نے اپنا نصیب یہ ٹھہرایا ہے کہ تم اس کو جھٹلانے پر تلے ہوئے ہو"۔ اس کلام عظیم کو پڑھنے اور سمجھنے کے لئے تمہارے پاس وقت نہیں ہے۔ تم نے دنیوی تعلیم حاصل کرنے کے لئے بیس بیس سال لگا دیئے لیکن اس عظیم شے کو سیکھنے کے لئے وقت ہی نہیں نکالتے بلکہ تم نے تو اپنے عمل سے اسے جھٹلانے کی روش اختیار کر رکھی ہے۔

عظمت قرآن بلسان صاحبِ قرآن

حضرت ابوبکرؓ فرماتے ہیں کہ "رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کو اللہ نے قرآن عطا کیا ہو پھر بھی وہ یہ سمجھے کہ کسی اور کو اللہ نے زیادہ بڑی نعمت عطا کی ہے' اس نے قرآن کی حقیقت کو نہیں سمجھا۔"

دوسری حدیث کے راوی حضرت عمرؓ ہیں۔ آنحضور ﷺ فرماتے ہیں: "اس قرآن کے ذریعے بہت سی قوموں کو اللہ ترقی دے گا اور اسی کو چھوڑنے کے باعث قوموں کو ذلیل و رسوا کرے گا"۔ گویا اب یہ قرآن اللہ کی میزان کی حیثیت رکھتا ہے۔ جو کوئی قوم اسے اختیار کرے اور اس کے حقوق ادا کرے گی اللہ اسے سربلندی عطا کرے گا اور اس کتاب کو پس پشت ڈالنے والوں کو اللہ نیچے کر دے گا یعنی ذلیل و خوار کر دے گا۔

تیسری حدیث حضرت عثمانؓ سے مروی ہے "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں بہترین لوگ وہ ہیں جو قرآن سیکھیں اور اسے دوسروں کو سکھائیں۔"

کتنی بڑی خوشخبری ہے ان لوگوں کے لئے جو کمر کس لیں کہ قرآن پڑھیں گے اور پڑھائیں گے' سیکھیں گے اور سکھائیں گے۔

عظمت قرآن پر ایک طویل حدیث حضرت علیؓ سے مروی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا "عنقریب ایک بڑا فتنہ ظاہر ہو گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: میں نے پوچھا اس سے نکلنے کا راستہ کونسا ہو گا؟ آپ نے فرمایا: تمام فتنوں سے بچانے والی یہ اللہ کی کتاب ہے۔ اس میں تم سے پہلی قوموں کا ذکر بھی ہے۔ تمہارے بعد جو آنے والے ہیں ان کا ذکر بھی ہے اور قیامت تک تمہارے درمیان جو اختلافات ہوں گے ان کا حل بھی اس میں موجود ہے۔ یہی صراط مستقیم ہے۔ اصل حکمت بھرا ذکر یہی ہے۔ یہی اللہ کی مضبوط رسی ہے۔ اس کے عجائب کبھی ختم نہیں ہوں گے۔ اہل علم اس سے کبھی سیر نہیں ہوں گے اور بار بار کی تکرار سے اس پر کوئی پرانا پن طاری نہیں ہو گا۔ جس نے قرآن کی بنیاد پر کوئی بات کہی سچ کہا۔ جس نے اس پر عمل کیا اس کا اجر محفوظ کر دیا گیا۔ جس نے اس کی بنیاد پر کوئی فیصلہ کیا اس نے انصاف سے کام لیا اور جس نے لوگوں کو اس کی طرف دعوت دی اسے تو ہدایت مل گئی سیدھی راہ کی"۔

عظمت قرآن بزبان اقبال

میرے نزدیک اس دور میں قرآن کی عظمت کو پہچاننے والے اور قرآن کے سب سے بڑے عارف' علامہ اقبال ہیں۔ کیونکہ مشرق و مغرب کے فلسفے کھنگالنے کے بعد اقبال کو سکون ملا تو صرف قرآن کے دامن میں ملا۔ ان کے چند اشعار ملاحظہ فرمائیں :

آں کتابِ زندہ قرآنِ حکیم
حکمت اُو لایزال است و قدیم
نوعِ انساں را پیامِ آخریں
حاملِ اُو رحمت للعالمیں

(یہ قرآن حکیم ایک زندہ کتاب ہے جس کی حکمت قدیم ہی نہیں لازوال بھی ہے۔ یہ بنی نوع انسان کے نام اللہ کا آخری پیغام ہے اور اس کو لانے والا تمام جہانوں کے لئے رحمت بن کر آیا)

اسی طرح فرمایا ؎

حرفِ اُو را ریب نے' تبدیل نے
آیہ اش شرمندۂ تاویل نے
فاش گویم آں چہ در دل مضمر است
ایں کتابے نیست چیزے دیگر است

(اس کے الفاظ میں کوئی شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ اس میں تحریف ممکن نہیں' اس کی آیات کی من مانی تاویل نہیں ہو سکتی۔ جو میرے دل میں ہے اگر اسے صاف ہی کہہ دوں تو یہ کتاب نہیں ہے بلکہ کچھ اور شے ہے۔)

اسی طرح اقبال اس بات کے بھی قائل ہیں کہ ہمیں جو سزا مل رہی ہے وہ قرآن کو ترک کرنے کی وجہ سے ہے' چنانچہ جواب شکوہ میں فرمایا کہ ؎

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر

یہی بات فارسی میں کچھ یوں کہی ہے ؎

خوار از مہجوری قرآں شدی
شکوہ سنج گردشِ دوراں شدی
اے چو شبنم برزمیں افتندہ ای
در بغل داری کتابِ زندہ ای

(ان اشعار کا حاصل یہ ہے کہ امت مسلمہ آج جو ذلیل و رسوا ہے اور دنیا میں اس طرح پامال کی جا رہی ہے' یہ سب کچھ قرآن کو پس پشت ڈالنے کی وجہ سے ہے)

دعوت فکر

مذکورہ بالا معروضات کی روشنی میں اب میرا آپ سے سوال یہ ہے کہ اس قرآن کے حوالے سے ہمارا طرز عمل کیا ہے؟ ہم نے انگریزی ایسی پڑھی کہ اب انگریزوں کو پڑھا رہے ہیں لیکن عربی سیکھنے کے لئے ہم نے وقت نہ نکالا۔ سوچئے اللہ کو کیا جواب دیں گے۔ لہٰذا آج یہاں سے عہد کر کے اٹھئے کہ ہم اس قرآن کو سیکھنے کے لئے ضرور کچھ نہ کچھ وقت نکالیں گے۔ ہمارے ہاں مرکزی انجمن خدام القرآن کے زیر اہتمام ایک سالہ رجوع الی القرآن کورس میں نئے تعلیمی سال کا آغاز ہوا چاہتا ہے۔ اس موقع سے فائدہ اٹھایئے اور اب تک اس ضمن میں جو کوتاہی ہوتی رہی اس کی تلافی کا سامان کرنے کی کوشش کیجئے!

ایک حدیث میں ہے کہ "جس شخص کو موت آئے اس حال میں کہ وہ ابھی علم حاصل کرنے کی جدوجہد کر رہا تھا تاکہ اس علم کے ذریعے اسلام کو زندہ کرے' تو اس کی جنت اور نبیوں کی جنت میں ایک درجے کا فرق ہو گا۔"

حالات حاضرہ

نواز شریف اپنے حالیہ دورہ امریکہ میں صدر کلنٹن سے اگر افغانستان یا اسامہ بن لادن سے متعلق کوئی وعدہ کر بھی آئے ہیں تو انہیں اس سے لاتعلقی کا اعلان کر دینا چاہئے ورنہ حکومت کی غلط حکمت عملی سے ہمیں پہلے ہی اپنی مشرقی سرحد پر ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑا ہے اور اب ایسا نہ ہو کہ مغربی سرحد پر افغانستان کی دوستی سے بھی ہاتھ دھونا پڑیں۔ کیونکہ افغانستان نے کہا ہے کہ اگر امریکہ کی طرف سے حملہ پاکستان کی سرزمین سے ہوا تو ہم اسے پاکستان کی طرف سے حملہ متصور کریں گے۔ گویا مغربی سرحد پر بھی خطرے کی سرخ بتی جل اٹھی ہے۔ مشرقی سرحد پر بھارت جیسا دشمن تو پہلے ہی موجود ہے اگر مغربی سرحد پر ہم نے افغانوں سے دشمنی مول لے لی تو انجام بہت خوفناک ہو گا۔

ان حالات میں دینی جماعتوں سے درخواست ہے کہ کارگل کے حوالے سے کوئی تحریک چلانے کے بجائے ملک میں قرآن حکیم کی بنیاد پر نفاذ اسلام کے لئے ایک زوردار تحریک چلائی جائے اور اس کے لئے ایک پلیٹ فارم پر اکٹھے ہو کر منہاج محمد ﷺ کے مطابق اسلامی انقلاب کے لئے جدوجہد کی جائے۔ اگر اب بھی دینی جماعتوں نے صحیح میتھاڈولوجی اختیار نہ کی تو یہ تحریک بھی سابقہ تحریکوں کی طرح مس گائیڈڈ میزائل ثابت ہو گی جس سے ملک کو کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ OO

طالبانِ علم قرآن نوٹ فرمالیں!

ایک سالہ رجوع اِلی القرآن کورس

میں داخلوں کا شیڈول اس سال ان شاء اللہ العزیز حسب ذیل رہے گا :

- داخلہ فارم جمع کرانے کی آخری تاریخ 25 اگست ہے۔
- داخلہ کے لئے انٹرویو 30 اگست 99ء کو قرآن اکیڈمی لاہور میں ہوں گے۔ (شرکاء کی سہولت کے پیش نظر داخلہ فارم بروقت جمع نہ کرانے والوں کو براہِ راست انٹرویو میں شریک کیا جا سکے گا)۔
- کورس کا آغاز ان شاء اللہ یکم ستمبر سے ہو جائے گا۔ پہلے دو روز تعارفی نوعیت کی کلاسز ہوں گی اور باقاعدہ تدریس کا آغاز ان شاء اللہ سوموار 6 ستمبر سے ہو گا۔

کورس کا تفصیلی پراسپکٹس چھپ کر آ گیا ہے
جس میں داخلوں سے متعلق ضروری معلومات کے علاوہ کورس میں شامل مضامین کی تفصیل' طریق تدریس اور نظام الاوقات کی وضاحت بھی شامل ہے۔

پراسپکٹس اور داخلہ فارم درج ذیل پتے سے طلب کیجئے!
ناظم قرآن کالج' 36-K' ماڈل ٹاؤن لاہور فون : 5869501-3

عظمت قرآن بزبان اقبال

میرے نزدیک اس دور میں قرآن کی عظمت کو پہچاننے والے اور قرآن کے سب سے بڑے عارف 'علامہ اقبال ہیں۔ کیونکہ مشرق و مغرب کے فلسفے کھنگالنے کے بعد اقبال کو سکون ملا تو صرف قرآن کے دامن میں ملا۔ ان کے چند اشعار ملاحظہ فرمائیں:

آں کتابِ زندہ قرآنِ حکیم
حکمت او لایزال است و قدیم
نوعِ انساں را پیامِ آخریں
حامل او رحمت للعالمیں

(یہ قرآن حکیم ایک زندہ کتاب ہے جس کی حکمت قدیم ہی نہیں لازوال بھی ہے۔ یہ بنی نوع انسان کے نام اللہ کا آخری پیغام ہے اور اس کو لانے والا تمام جہانوں کے لئے رحمت بن کر آیا)

اسی طرح فرمایا ؂

حرفِ او را ریب نے' تبدیل نے
آیہ اش شرمندۂ تاویل نے
فاش گویم آں چہ در دل مضمر است
ایں کتابے نیست چیزے دیگر است

(اس کے الفاظ میں کوئی شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔ اس میں تحریف ممکن نہیں' اس کی آیات کی من مانی تاویل نہیں ہو سکتی۔ جو میرے دل میں ہے اگر اسے صاف ہی کہہ دوں تو یہ کتاب نہیں ہے بلکہ کچھ اور شے ہے۔)

اسی طرح اقبال اس بات کے بھی قائل ہیں کہ ہمیں جو سزا مل رہی ہے وہ قرآن کو ترک کرنے کی وجہ سے ہے' چنانچہ جواب شکوہ میں فرمایا کہ ؂

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر

یہی بات فارسی میں کچھ یوں کہی ہے ؂

خوار از مہجوری قرآں شدی
شکوہ سنج گردشِ دوراں شدی
اے چو شبنم برزمیں افتندہ ای
در بغل داری کتابِ زندہ ای

ان اشعار کا حاصل یہ ہے کہ امت مسلمہ آج جو ذلیل و رسوا ہے اور دنیا میں اس طرح پامال کی جا رہی ہے' یہ سب کچھ قرآن کو پس پشت ڈالنے کی وجہ سے ہے۔)

دعوت فکر

مذکورہ بالا معروضات کی روشنی میں اب میرا آپ سے سوال یہ ہے کہ اس قرآن کے حوالے سے ہمارا طرز عمل کیا ہے؟ ہم نے انگریزی ایسی پڑھی کہ اب انگریزوں کو پڑھا رہے ہیں لیکن عربی سیکھنے کے لئے ہم نے وقت نہ نکالا۔ سوچئے اللہ کو کیا جواب دیں گے۔ لہٰذا آج یہاں سے عہد کر کے اٹھئے کہ ہم اس قرآن کو سیکھنے کے لئے ضرور کچھ نہ کچھ وقت نکالیں گے۔ ہمارے ہاں مرکزی انجمن خدام القرآن کے زیر اہتمام ایک سالہ رجوع الی القرآن کورس میں نئے تعلیمی سال کا آغاز ہوا چاہتا ہے۔ اس موقع سے فائدہ اٹھایئے اور اب تک اس ضمن میں جو کوتاہی ہوتی رہی اس کی تلافی کا سامان کرنے کی کوشش کیجئے!

ایک حدیث میں ہے کہ "جس شخص کو موت آئے اس حال میں کہ وہ ابھی علم حاصل کرنے کی جدوجہد کر رہا تھا تاکہ اس علم کے ذریعے اسلام کو زندہ کرے' تو اس کی جنت اور نبیوں کی جنت میں ایک درجے کا فرق ہو گا۔"

حالات حاضرہ

نواز شریف اپنے حالیہ دورہ امریکہ میں صدر کلنٹن سے اگر افغانستان یا اسامہ بن لادن سے متعلق کوئی وعدہ کر بھی آئے ہیں تو انہیں اس سے لاتعلقی کا اعلان کر دینا چاہئے ورنہ حکومت کی غلط حکمت عملی سے ہمیں پہلے ہی اپنی مشرقی سرحد پر ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑا ہے اور اب ایسا نہ ہو کہ مغربی سرحد پر افغانستان کی دوستی سے بھی ہاتھ دھونا پڑیں۔ کیونکہ افغانستان نے کہا ہے کہ اگر امریکہ کی طرف سے حملہ پاکستان کی سرزمین سے ہوا تو ہم اسے پاکستان کی طرف سے حملہ متصور کریں گے۔ گویا مغربی سرحد پر بھی خطرے کی سرخ بتی جل اٹھی ہے۔ مشرقی سرحد پر بھارت جیسا دشمن تو پہلے ہی موجود ہے اگر مغربی سرحد پر ہم نے افغانوں سے دشمنی مول لے لی تو انجام بہت خوفناک ہو گا۔

ان حالات میں دینی جماعتوں سے درخواست ہے کہ کارگل کے حوالے سے کوئی تحریک چلانے کے بجائے ملک میں قرآن حکیم کی بنیاد پر نفاذ اسلام کے لئے ایک زوردار تحریک چلائی جائے اور اس کے لئے ایک پلیٹ فارم پر اکٹھے ہو کر منہاج محمد ﷺ کے مطابق اسلامی انقلاب کے لئے جدوجہد کی جائے۔ اگر اب بھی دینی جماعتوں نے صحیح میتھاڈولوجی اختیار نہ کی تو یہ تحریک بھی سابقہ تحریکوں کی طرح مس گائیڈڈ میزائل ثابت ہو گی جس سے ملک کو کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ OO

طالبانِ علم قرآن نوٹ فرمالیں!

ایک سالہ رجوع اِلی القرآن کورس

میں داخلوں کا شیڈول اس سال ان شاء اللہ العزیز حسب ذیل رہے گا:

- داخلہ فارم جمع کرانے کی آخری تاریخ 25 اگست ہے۔
- داخلہ کے لئے انٹرویو 30 اگست 99ء کو قرآن اکیڈمی لاہور میں ہوں گے۔ (شرکاء کی سہولت کے پیش نظر داخلہ فارم بروقت جمع نہ کرانے والوں کو براہِ راست انٹرویو میں شریک کیا جا سکے گا)۔
- کورس کا آغاز ان شاء اللہ یکم ستمبر سے ہو جائے گا۔ پہلے دو روز تعارفی نوعیت کی کلاسز ہوں گی اور باقاعدہ تدریس کا آغاز ان شاء اللہ سوموار 6 ستمبر سے ہو گا۔

کورس کا تفصیلی پراسپکٹس چھپ کر آ گیا ہے
جس میں داخلوں سے متعلق ضروری معلومات کے علاوہ کورس میں شامل مضامین کی تفصیل' طریق تدریس اور نظام الاوقات کی وضاحت بھی شامل ہے۔

پراسپکٹس اور داخلہ فارم درج ذیل پتے سے طلب کیجئے!
ناظم قرآن کالج' K-36' ماڈل ٹاؤن لاہور فون: 3-5869501

بھارت اور امریکہ کے مابین جتنی فکری ہم آہنگی اس وقت ہے پہلے کبھی نہ تھی

"گو ایوب گو" کے جو مناظر تیس برس پہلے دیکھے گئے تھے آج ان کا ری پلے "گو نواز گو" کی صورت میں ہو رہا ہے

ہم نماز تو محمدی ؐ طریق پر پڑھتے ہیں لیکن نفاذ اسلام کے لئے محمدی ؐ طریق اختیار کرنے کے لئے تیار نہیں

مرزا ایوب بیگ ' لاہور

واشنگٹن اعلامیہ کے نتائج ظاہر ہونے شروع ہو چکے ہیں۔ سفارتی تاریخ میں (یعنی دوسرے ممالک میں جب سے باقاعدہ سفارت خانے قائم ہوئے ہیں) کبھی یہ دیکھنے میں نہیں آیا تھا کہ دو ممالک میں کوئی تنازعہ ہو' ان میں سے کسی ملک میں کوئی دہشت گردی کا واقعہ رونما ہوا ہو لیکن حریف ملک کی بجائے اس پر کوئی تیسرا ملک سفیر کو طلب کر کے احتجاج کرے۔ ہماری مراد مقبوضہ کشمیر میں ۳۵ ہندوؤں کے قتل پر امریکہ میں پاکستانی سفیر ریاض کھوکھر کو طلب کیا جانا اور امریکہ کا سفارتی سطح پر پاکستان سے احتجاج کرنا ہے۔ اس معاہدے کے فوری بعد ایک امریکی افسر نے اپنا نام راز میں رکھنے کی شرط پر پریس کو بتایا تھا کہ ہمارے محترم وزیراعظم میاں نواز شریف نے امریکی صدر کو یقین دہانی کرائی ہے کہ پاکستان مقبوضہ کشمیر میں درانداز نہیں بھیجے گا۔ درحقیقت یہ احتجاج اس یقین دہانی کے پس منظر میں ہے۔ واشنگٹن اعلامیہ تاریخ کا ایک انوکھا معاہدہ ہے۔ پاکستان اور بھارت کشمیر کے دعوے دار ہیں' یعنی اس جھگڑے کے تین فریق ہیں لیکن واشنگٹن اعلامیہ میں نہ بھارت شامل ہے اور نہ آزادی کی جدوجہد کرنے والے کشمیری۔ معلوم ہوتا ہے کہ امریکہ اس معاہدے کی تاویل یوں کرے گا کہ پاکستان کی طرف سے کچھ ہو یا کشمیری حریت پسند کشمیر کے اندر کوئی کارروائی کریں' گرفت پاکستان کی ہو گی۔

ہمارا قومی وطیرہ ہے کہ اگر ہم کوئی بڑی سے بڑی غلطی کا بھی ارتکاب کر بیٹھیں تو بھی ہم اسے درست ثابت کرنے کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا دیتے ہیں' دلائل دیتے ہیں' اور تاویلات کرتے جاتے ہیں' ساری خدائی کو غلط اور اپنے آپ کو درست ثابت کرتے ہیں' غلطی تسلیم کر لینے کی بجائے پوری ڈھٹائی سے کام لیتے ہیں اور اس میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ نواز حکومت ہیوی مینڈیٹ کی حامل ہے لہٰذا اس معاملے میں پوری قوم کی نمائندگی بھی زبردست انداز میں کر رہی ہے۔ پہلے ہمیں بتایا جا رہا تھا کہ ہم نے جنگ ٹال کر سفارت کاری کا کمال دکھایا ہے اور اعلان واشنگٹن کے ذریعے کشمیر ایشو میں بے چارے کلنٹن کو یوں جکڑ لیا ہے کہ وہ چاہے بھی تو نہیں نکل سکتا وغیرہ وغیرہ۔ اب فوج وزارتِ خارجہ اور وزارتِ اطلاعات کی ایک مشترکہ بریفنگ میں ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ ہم نے اپنی حکمت عملی سے پاکستان پر پڑنے والے دباؤ کو بھارت کی طرف منتقل کر دیا ہے۔

تجزیہ

ہمیں چند دن پہلے یہ بھی بتایا گیا تھا کہ سنگاپور میں آسیان ریجنل فورم کے اجلاس کے موقع پر امریکی وزیر خارجہ بھارت کے وزیر خارجہ سے ملاقات کر رہی ہیں۔ جس میں وہ انہیں پاکستان سے مذاکرات پر مجبور کریں گی۔ حکومتی کارندے اس بات کو اس انداز میں کہہ رہے تھے کہ میڈم البرائیٹ سنگاپور پہنچتے ہی جسونت سنگھ کو کان سے پکڑ کر پاکستان مذاکرات کے لئے بھیج دیں گی۔ لیکن بھارت امریکہ وزراء خارجہ کی ملاقات کے بعد جسونت سنگھ نے سابقہ بھارتی موقف کو بڑی رعونت سے دہرایا ہے اور پاکستان سے مذاکرات کے لئے کڑی شرائط کا دوبار ذکر کیا ہے۔ اس موقع پر مادام البرائیٹ نے بھی جسونت سنگھ کی ہاں میں ہاں ملائی ہے۔ وہ بھارت جو کچھ عرصے سے کشمیریوں کی جدوجہد سے تنگ آ کر تنازعہ کشمیر کا ذکر گول مول انداز میں کرنے لگا تھا۔ وہ کچھ عرصے سے کہنے لگا تھا :

We are ready to disucss with Pakistan all the matters including Jammu and Kashmir.

سانحہ کارگل کے بعد کہ جسے ہم نے غلط انداز سے شروع کیا اور مزید غلط انداز سے اس کا اختتام کیا' اس کے بعد ایک تو بھارت دنیا بھر میں پروپیگنڈہ کرنے لگا ہے کہ پاکستان ایک ایسا ملک ہے جس پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ صورتِ حال سے مزید فائدہ اٹھاتے ہوئے وہ مذاکرات کے لئے درج ذیل تین شرائط عائد کر رہا ہے :

۱) پاکستان بھارت کے زیر قبضہ کشمیر سے مجاہدین کو مکمل طور پر واپس بلائے۔

۲) لائن آف کنٹرول کے تعین پر اپنا ایمان دوبارہ وضاحت سے ظاہر کرے۔

۳) سرحد کے آرپار دہشت گردی کی حوصلہ افزائی اور اس میں شریک جرم ہونا بند کرے۔

بالفاظ دیگر بھارت نے کارگل جنگ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کشمیر پر مذاکرات کا دروازہ مکمل طور پر بند کر دیا ہے۔

اپنے گزشتہ تجزیوں میں تسلسل سے یہ بات لکھ چکا ہوں کہ پاکستان کو ڈرا دھمکا کر بغیر جنگ کے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا گیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ میاں نواز شریف ایسے ذلت آمیز انداز میں ہتھیار ڈالنے پر کیوں مجبور ہوئے جبکہ میدانِ جنگ سے بڑی اچھی خبریں آ رہی تھیں' پھر یہ کہ کیا نواز شریف نہیں جانتے تھے کہ یہ رسوا کن معاہدہ ان کے سیاسی مستقبل کو تباہ کر سکتا ہے۔ ہمیں یہ سب کچھ اس لئے جاننے کی ضرورت ہے کہ اگر ہم نے اپنی اصلاح نہ کی تو آنے والا وقت ہمارے لئے مزید ذلت و رسوائی لائے گا۔ اس ذلت آمیز معاہدے پر دستخط کرنے کی پہلی اور اہم ترین وجہ یہ ہے کہ ہم اقتصادی طور پر دیوالیہ ہو چکے ہیں۔ ہماری اقتصادی حالت اس مریض کی سی ہے جسے مصنوعی سانس دے کر زندہ رکھا جا رہا ہوتا ہے۔ ثانیاً یہ کہ ہمارے تمام ادارے یا تو مکمل طور پر تباہ ہو چکے ہیں یا تباہی کے

کنارے پر ہیں۔ عدالتی نظام' احتساب کا نظام' پولیس کا نظام' دفتری نظام اور مالیاتی نظام' سب نیم مردہ ہو چکے ہیں۔

کسی سطح پر کوئی مشاورتی نظام نہیں۔ اسمبلی ممبران کے ہاتھ پاؤں عرصہ سے باندھے جا چکے ہیں۔ ان کی زبانیں گنگ کر دی گئی ہیں۔ ملک کو ایک چراگاہ بنا کر اسمبلی ممبران کو اس میں چرنے کے لئے چھوڑ دیا گیا ہے اور چرواہا ڈنڈا لے کر ان کے سر پر کھڑا ہے۔ وہ سر اٹھا کر ادھر ادھر نہیں دیکھ سکتے۔ نہ وہ ہنہنا سکتے ہیں اور نہ غرا سکتے ہیں۔ ملک کے ایک صوبے (سندھ) کو اچھوت بنا دیا گیا ہے۔ وہاں غیر نمائندہ حکومت لوگوں کو ڈنڈے سے ہانک رہی ہے۔ اپوزیشن اور حکومت کے درمیان ورکنگ ریلیشن قائم ہونا تو دور کی بات ہے وہ ایک دوسرے کے ذاتی دشمن بن چکے ہیں۔ ظاہراً پرنٹ میڈیا آزاد ہے لیکن صحافیوں پر بغاوت کے مقدمے بھی بنتے ہیں اور حاکم ان میں اپنی مرضی کا عملہ بھرتی کرانا چاہتے ہیں۔ الیکٹرونک میڈیا دن رات حاکموں کی خوشامد میں مصروف ہے۔ کسی وزیر کے لئے کارکردگی کا اصل معیار اس کا خوشامد اور فن چاپلوسی میں ماہر ہونا ہے۔ آخری اور اہم ترین بات یہ ہے کہ حاکموں کی سوچ کا اصل محور اور مرکز صرف اور صرف ذاتی اقتدار ہے۔ یہ سب کچھ دامن میں سمیٹ کر جب کوئی سربراہ مملکت مذاکرات کی میز پر جائے گا تو اس کے اپنے ہی پاؤں زمین پر نہیں ہوں گے۔ اپنے موقف پر وہ کیسے جرأت سے ڈٹا رہے گا؟ اور پھر کتنی ہی سچی اور حق کی بات کیوں نہ کہے گا کون اس کی سنے گا۔

کوئی حاکم بنیادی خرابی کو دور کرنے کی کوشش نہیں کرتا۔ اور جن مسائل کا ذکر اوپر کیا گیا ہے انہیں حل کرنے میں سنجیدہ نظر نہیں آتا۔ وہ خود کو عقل کل قرار دیتا ہے اور حب الوطنی کا ٹھیکیدار سمجھتا ہے۔ اسے اپوزیشن غداروں کا ٹولہ نظر آتی ہے اور ہر اپوزیشن خرابیوں کی جڑ محض حاکم وقت کی ذات کو سمجھتی ہے۔ لہٰذا "گو ایوب خان گو" کے جو مناظر ہم نے تیس برس پہلے دیکھے تھے آج "گو نواز گو" کی صورت میں انہی مناظر کاری پلے ہو رہا ہے۔ تمام اپوزیشن جماعتیں آہستہ آہستہ "گو نواز گو" کے ایک نکاتی ایجنڈے پر متحد ہوتی نظر آتی ہیں۔

ملک بھر میں صرف اور صرف ایک شخصیت ہے جو چلا چلا کر صدا لگا رہی ہے کہ اے مسلمانان! پاکستان تم صراط مستقیم سے بھٹک گئے ہو' اے لوگو! تم اپنی منزل کی مخالف سمت میں چل رہے ہو' تم گمراہ ہو گئے ہو' تم نے لا اِلٰہ اِلا اللہ کا نعرہ لگایا تھا لیکن تم لا اِلٰہ کے راستے پر چل نکلے ہو۔ لوٹو' رجوع کرو اپنے اللہ سے' انفرادی اور اجتماعی سطح پر توبہ کرو۔ خالص توبہ اور قول و عمل سے توبہ کرنے والوں کی توبہ اللہ قبول کرتا ہے۔ توبہ کی یہ صدا محض توبہ کی صدا نہیں ہے۔ بلکہ اگلے قدم کے طور پر حقیقی اسلام کے عملی نفاذ کے لئے منہج محمدی ﷺ بھی کھول کھول کر شہر شہر اور قریہ قریہ بیان ہو رہا ہے۔ صاف صاف بتایا جا رہا ہے کہ اسلام نہ بیلٹ سے آئے گا نہ بلٹ سے اور نہ ہی میٹھی میٹھی تبلیغ سے۔ اللہ کا یہ بندہ ملک کے کونے کونے میں جا کر وضاحت سے بتا چکا ہے کہ جس طرح نماز قرآن میں فرض قرار دی گئی ہے لیکن اس کی رکعتیں' اس کا طریقہ اور تفصیل محمدؐ نے بتائی ہے' اسی طرح دین کے قائم کرنے کا حکم اللہ نے قرآن میں دیا ہے۔ محمد ﷺ نے اسے منزل بہ منزل اور قدم بہ قدم نافذ کر کے دکھایا ہے۔ ہم نماز محمد ﷺ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق پڑھتے ہیں تو دین محمد ﷺ کے بتائے ہوئے طریقے پر نافذ کرنے کی کوشش کیوں نہیں کرتے۔ لیکن نقار خانے میں طوطی کی آواز کون سنتا ہے۔ عوام تو عوام مذہبی ہے اور جبے والے خواص بھی اس طرف توجہ نہیں دے رہے۔ اسلام اسلام کی رٹ تو سب لگا رہے ہیں بلکہ حکمران ان سے بھی زیادہ اونچی آواز میں لگا رہے ہیں۔ جہاز بھر بھر کر سرکاری عمرے پر عزیز و اقارب کو لے جا رہے ہیں اور وہاں اسلام کی خاطر آبدیدہ ہو رہے ہیں۔ لیکن اگر ہم نے بیماری کی تشخیص نہ کی اور طبیب اعظم محمد ﷺ کے بتائے ہوئے نسخے سے مرض کا علاج نہ کیا تو اس ذلت و رسوائی میں مزید اضافہ ہو گا۔ تاریخ گواہ ہے مہلت جتنی طویل ہو گی پکڑ اتنی ہی شدید ہو گی۔

نامے میرے نام

آہ' سید آصف علی رضوی

محترم سید آصف علی رضوی مرحوم حلقہ امارات میں بطور معتمد عمومی متعین تھے' مورخہ ۲۹ مئی ۱۹۹۹ء بروز منگل قریباً صبح ۱۰ بجے حرکت قلب بند ہونے سے داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔ إنا لله وإنا إليه راجعون

۲ جولائی بروز جمعۃ المبارک بعد نماز عصر ۵ بجے مرحوم کی ابو ظہبی میں نماز جنازہ پڑھی گئی جس میں حلقہ امارات کے اکثر رفقاء و احباب نے شرکت کی اور ان کے لئے دعائے مغفرت کی اور میت رات ساڑھے بارہ بجے والی فلائیٹ سے کراچی روانہ کر دی گئی۔

سید مرحوم ہمارے بہترین ساتھی اور کارکن تھے۔ جس سے جتنی قربت تھی اتنا ہی ان کے لئے غم زدہ تھا۔

یقیناً حلقہ امارات کے لئے ان کی خدمات اور کردار قابل تحسین رہا۔ ہر معاملے میں اخلاص' دیانت اور تعاون اور محبت کے پیکر تھے۔ رفقاء اور احباب کی خدمت اور عزت کا بہت خیال رکھتے تھے۔ حلقہ امارات کے لئے ایک ناقابل تلافی نقصان ہے اور خصوصاً امیر حلقہ تو بہت ملول تھے جن کا کہنا ہے کہ ہر معاملے میں میرے ساتھ بہت ہی تعاون کرتے تھے۔

ان کی فیملی کے تحمل اور بردباری کا ذکر بھی نہ کرنا خیانت ہو گا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو کمال صبر اور تحمل کی اس موقع پر توفیق دی۔ رونے کی آواز تک سنائی نہ دی اور تمام معاملات کو بہت ہی بردباری سے سنبھالا اور مرحوم کے پاس جو امانتیں تھیں ان کو بہترین "امین" کی طرح لوٹایا۔ تمام رفقاء حلقہ امارات مرحوم آصف علی رضوی کے لئے دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں جگہ دے اور ان کی قبر کو منور فرمائے۔ ان کی فیملی اور سوگواران کو مزید صبر اور تحمل سے یہ پہاڑ جیسا غم برداشت کرنے کی ہمت عطا فرمائے اور ان کی زندگی میں آسانیاں فرمائے۔ آمین

حلقہ امارات کے رفقاء ان کے اس غم میں برابر کے شریک ہیں۔ والسلام

محمد ارشد

ابو ظہبی' یو۔ اے۔ ای

☆ ☆ ☆

کراچی ۲۰ جولائی ۹۹ء

محترمی و مکرمی حافظ عاکف سعید صاحب

وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ

امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔ برادر عزیز آصف علی رضوی کی وفات پر آپ کا تعزیتی خط بذریعہ فیکس موصول ہوا۔ آپ کے خط پر تاثیر سے ہمت و حوصلہ پیدا ہوا کہ اس عظیم صدمہ کو برداشت کر سکیں۔ اللہ کے خصوصی فضل و کرم اور امیر محترم کے ذریعہ ایمان و ہدایت کی جو روشنی ملی ہے جس کا انکار کفران نعمت ہو گا' اسی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے یہ توفیق دی ہے کہ اللہ کی رضا پر راضی رہیں۔ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا ہے کہ وہ ہمیں صبر و استقامت عطا فرمائے اور تمام مسائل کو خوش اسلوبی سے حل فرما دے' آمین۔ امیر محترم' ناظمہ علیا صاحبہ اور محترم عبدالخالق صاحب عقیلی صاحب کے ساتھ گھر تشریف لائے تھے۔ محترم قمر سعید قریشی صاحب کا فون آیا تھا۔ محترم عبدالرزاق صاحب کا بھی تعزیت کا خط آیا ہے۔ سب محترم رفقاء تک شکریہ پہنچا دیجئے۔ ہو سکے تو ندائے خلافت میں بھی شائع فرما دیں۔

آپ سب حضرات سے دعاؤں کی درخواست ہے۔

فقط والسلام

سید واحد علی رضوی

متحدہ اسلامی انقلابی محاذ کا پہلا جلسۂ عام

منعقدہ ۲۵ جولائی ۹۹ء بمقام : قرآن آڈیٹوریم لاہور

ـــــــــ رپورٹ : فرقان دانش خان ـــــــــ

۲۵ جولائی ۹۹ء بروز اتوار صبح نو بجے قرآن آڈیٹوریم اتاترک بلاک نیو گارڈن ٹاؤن لاہور میں "متحدہ اسلامی انقلابی محاذ" کے زیر اہتمام پہلا باقاعدہ جلسہ عام منعقد کیا گیا۔ اس محاذ میں چار دینی جماعتیں شامل ہیں۔ جلسہ کا مقصد عوام کو محاذ کی دعوت اور مقاصد سے آگاہ کرنا تھا۔

قاری مقبول احمد صاحب نے تلاوتِ کلام پاک سے جلسہ کا آغاز کیا۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض متحدہ محاذ کے ناظم نشرو اشاعت پروفیسر حفیظ الرحمٰن احسن نے سرانجام دیئے۔ تلاوت کلام اللہ کے بعد محمد مبشر صاحب نے ترنم کے ساتھ کلام اقبال پیش کیا اور ایک سماں باندھ دیا۔ چند اشعار حسب ذیل ہیں :

خودی کا سر نہاں لا اِلٰہ اِلاّ اللہ
خودی ہے تیغ فساں لا اِلٰہ اِلاّ اللہ
یہ مال و دولت دنیا یہ رشتہ و پیوند
بتان وہم و گمان لا اِلٰہ اِلاّ اللہ
یہ دور اپنے براہیم کی تلاش میں ہے
صنم کدہ ہے جہاں لا اِلٰہ اِلاّ اللہ
یہ نغمہ فصل گل و لالہ کا نہیں پابند
بہار ہو کہ خزاں لا اِلٰہ اِلاّ اللہ

مولانا مختار گل کا خطاب

امیر تحریک اسلامی مولانا مختار گل صاحب نے "امت مسلمہ کی دینی ذمہ داریاں ـــ شہادت علی الناس اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر" کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ انہوں نے قرآنی آیت ﴿ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِيْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ○﴾ کے حوالے سے کہا کہ اس بحرو بر میں جو فساد برپا ہے وہ لوگوں نے خود اپنے ہاتھوں سے کمایا ہے۔ ظلم اور ناانصافی کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں روشنی کی کرن یہی راستہ ہے جو اسلام ہمیں دکھاتا ہے۔ متحدہ محاذ کا بنیادی کام یہی ہے کہ وہ بنی نوع انسان اور پوری دنیا کے مسلمانوں کو دعوت دے کہ وہ اللہ کی طرف رجوع کریں اور اپنے معاشی، بین الاقوامی، داخلہ کے معاملات غرضیکہ ہر شعبۂ زندگی میں اللہ کی اطاعت اختیار کریں۔ اگر ہم نے ایسا کیا تو پھر ہم پر کوئی غالب نہیں آسکے گا۔ انہوں نے کہا کہ ہم کسی کو یہاں سے بھگانا یا اقتدار سے نکالنا نہیں چاہتے۔ بلکہ ہم حکمرانوں سمیت سب کو دعوت دیتے ہیں کہ انفرادی سطح پر اللہ سے اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کریں اور اسلامی زندگی اختیار کریں اور اجتماعی سطح پر اسلام کے عادلانہ نظام کو قائم کریں۔ انہوں نے ایک حدیث کے حوالے سے بتایا کہ اگر کوئی برائی ہوتے دیکھے اور اسے نہ روکے تو وہ ایسا ہے جیسے خود وہ برائی یا گناہ کر رہا ہے۔ لہٰذا اسلامی انقلابی محاذ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ بھی سرانجام دے گا۔ انہوں نے کہا ہم تمام سرمایہ داروں اور وڈیروں سے کہتے ہیں کہ وہ حرام کھانا چھوڑ دیں اور اپنے مال سے غریبوں کے حقوق ادا کریں۔ اگر انہوں نے ایسا نہ کیا تو ملک میں خونی انقلاب آئے گا اور انہیں اپنے کیے کی سزا بھگتنا پڑے گی۔

> اگر ہم تمام شعبہ ہائے زندگی میں اللہ کی اطاعت اختیار کرلیں تو ہم پر کوئی غالب نہیں آسکے گا ○ مولانا مختار گل

مولانا اکرم اعوان کا خطاب

تنظیم الاخوان کے امیر اور متحدہ اسلامی انقلابی محاذ کے نائب صدر مولانا اکرم اعوان کی گفتگو کا موضوع "پاکستان کے مسائل و مشکلات کا اصل سبب اور ان کا حل" تھا۔ انہوں نے کہا کہ کسی خطہ کو ایمان، عقیدے اور نظریئے کی بنیاد پر تقسیم کیا گیا ہو، ایسی کوئی مثال پاکستان کے علاوہ نہیں ملتی۔ کیا ہمارے بزرگوں، جوانوں، ماؤں، بہنوں اور بچیوں نے قربانیاں اس لئے دی تھیں کہ انگریز اس خطے سے نکل جائیں۔ ہرگز نہیں، بلکہ اس جہاد کا مقصد انگریز کے ظالمانہ نظام کو تبدیل کرنا اور اس کی جگہ اسلام کا عادلانہ نظام قائم کرنا تھا جو دنیا و آخرت میں ہماری فلاح کا ضامن ہے۔ لیکن ہم نے شروع ہی سے اپنی گاڑی کو دلدل میں دھنسا دیا۔ اگر ۱۹۷۳ء کے اسلامی آئین کی صورت میں کوئی پیش رفت ہوئی بھی تو آج تک کسی حکومت نے

> عدل صرف اسلامی نظام میں ہے، باقی تمام نظام ظالمانہ ہیں ○ مولانا اکرم اعوان

جلسہ عام کے موقع پر حاضرین سے پر بارونق آڈیٹوریم ـــ سامعین ہمہ تن گوش ہیں

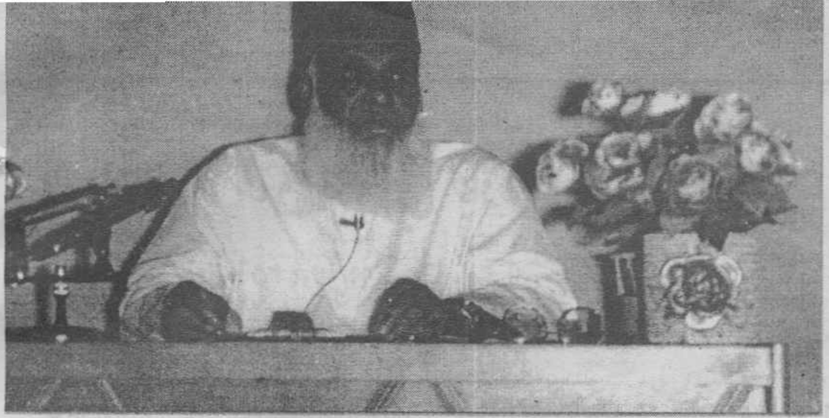

متحدہ اسلامی انقلابی محاذ کے صدر، ڈاکٹر اسرار احمد، جلسہ کی صدارت کرتے ہوئے

اس دستور کی پابندی اختیار کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ جس کا نقصان یہ ہوا کہ ہمارا احساس زیاں بھی جاتا رہا اور اس پر مستزاد یہ کہ سازش کے ذریعے ساری خرابیوں کا الزام بھی اسلام اور اسلام کے علمبرداروں پر دھر دیا گیا۔ انہوں نے کہا کہ اسلام یہ چاہتا ہے کہ اللہ کی زمین پر بسنے والے انسانوں کو زمینی وسائل سے بلا روک ٹوک مستفید ہونے کے لئے یکساں مواقع دیئے جائیں۔ انہوں نے کہا سوائے اسلام کے معاشی نظام کے دنیا کے کسی معاشی نظام میں سرپلس دولت کو مارکیٹ میں لانے کا انتظام نہیں۔

انہوں نے کہا کہ بنک سود پر نہیں بلکہ اپنے پراجیکٹس پر چل رہے ہیں کیونکہ اگر سود پر چل رہے ہوتے تو ۱۹۴۷ء سے اب تک بنکوں نے جتنے قرضے معاف کئے کیا اتنا سود کمایا؟ بالکل نہیں، چنانچہ سودی نظام کو ختم کرنے سے گریز کی وجہ یہ ہے کہ اس طرح بنک بیت المال بن جائے گا اور پھر ان سرمایہ داروں، جاگیرداروں کے لئے قرضوں کو معاف کرانے کا راستہ بند ہو جائے گا کیونکہ بیت المال کے بارے میں گلی کا فقیر بھی سمجھتا ہے کہ یہ میرا ہے اور میں اس کے غلط استعمال کی اجازت نہیں دوں گا۔ انہوں نے کہا کہ قومی خزانہ ارکان اسمبلی، وزیروں، مشیروں اور افسر شاہی کی عیاشیوں کے لئے نہیں ہے، بلکہ یہ محتاجوں اور ضرورت مندوں کی کفالت کے لئے ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس ظالمانہ نظام کی بدولت آج کتنے بچے ایسے ہیں جو ملک چلانے کی صلاحیت رکھتے ہیں لیکن وہ بھیڑیں چراتے مرجاتے ہیں اور جو لوگ ایک گھر بھی چلانے کی اہلیت نہیں رکھتے وہ وزیراعظم بن جاتے ہیں۔

جھلکیاں

- 8 : 58 ــــ ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کی آمد
- 9 : 00 ــــ مولانا مختار گل جلسہ گاہ میں داخل ہوئے
- 9 : 16 ــــ پروگرام کا آغاز ہوا
- 9 : 21 ــــ پروفیسر حفیظ الرحمٰن احسن تشریف لائے
- 9 : 25 ــــ امیر تنظیم اسلامی کرسی صدارت پر رونق افروز ہوئے
- 9 : 35 ــــ مولانا مختار گل نے تقریر شروع کی
- 9 : 42 ــــ مولانا اکرم اعوان تشریف لائے
- 11 : 19 ــــ ڈاکٹر اسرار احمد کا خطاب شروع ہوا
- 11 : 53 ــــ مولانا اکرم اعوان کا فون آیا اور وہ جلسہ گاہ سے روانہ ہوگئے۔
- 12 : 13 ــــ پروگرام کا اختتام
- 12 : 15 ــــ مولانا مختار گل نے اجتماعی دعا کروائی۔

والا مفکر، ڈاکٹر، انجینئر اور سائنسدان ایک بہتر مسلمان بھی ہو۔

انہوں نے کہا آج پاکستانی قوم کو انعامی سکیموں اور سودی نظام کے نشہ آور لڈو کھلا کر لوٹا جا رہا ہے۔ متحدہ اسلامی انقلابی محاذ قوم کو ان لٹیروں سے بچانا چاہتا ہے۔

انہوں نے کہا کہ اسلام ہمیں سادگی کی تعلیم دیتا ہے لہٰذا سادگی اختیار کیجئے ورنہ ارب پتی بننے کے لالچ میں ہم یونہی اپنی پونجی لٹاتے رہیں گے، اور خودکشی کی شرح میں اضافہ ہوتا رہے گا۔

نعیم بادشاہ

جمعیت اہلحدیث کے ناظم اعلیٰ سید ضیاء اللہ شاہ بخاری اچانک علالت کی وجہ سے تشریف نہ لا سکے۔ ان کی جگہ جمعیت اہلحدیث کے سیکرٹری نعیم بادشاہ نے اپنی جماعت کی نمائندگی کی۔ انہوں نے کہا کہ اسلام کا عادلانہ نظام بھوکے کو وقت پر روٹی دیتا ہے، بے گھر کو گھر دیتا ہے، مظلوم کو فوری انصاف دلاتا ہے۔ لیکن بدقسمتی سے پچاس سال گزرنے کے باوجود ہمیں وہ عادلانہ نظام نہ مل سکا۔ انہوں نے کہا موجودہ حکمرانوں سے ملک میں نفاذِ اسلام کی کوئی امید نہیں۔ لہٰذا دینی جماعتوں کو چاہیئے کہ وہ ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو کر دین کے قیام کی جدوجہد کا آغاز کریں۔ کیونکہ اسلامی نظام قائم کئے بغیر پاکستان کی بقاء ممکن نہیں۔ انہوں نے متحدہ محاذ کے رہنماؤں سے کہا کہ وہ ملک میں نفاذ اسلام کے لئے لائحہ عمل تیار کریں، مرکزی جمعیت اہلحدیث اُن کے شانہ بشانہ ہوگی۔

پاکستان کی پچاس سالہ تاریخ گواہ ہے کہ مروجہ سیاسی نظام کا حصہ بن کر اسلامی نظام قائم نہیں کیا جاسکتا ○ ڈاکٹر اسرار احمد

انہوں نے کہا کہ عدل صرف قرآن و سنت میں ہے۔ اس کے علاوہ سب نظام ظالمانہ ہیں۔ لہٰذا ہم اپنے معاشی، سماجی، سیاسی اور عدالتی ڈھانچے کو قرآن و سنت کے مطابق ڈھالے بغیر موجودہ مسائل سے چھٹکارا حاصل نہیں کر سکتے۔ اس کے ساتھ ساتھ سب سے اہم اور ضروری کام یہ ہے کہ تعلیمی نظام کو مسلمان کیا جائے تاکہ وہاں سے نکلنے

صدارتی خطاب

صدرِ متحدہ اسلامی انقلابی محاذ و امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے اپنے صدارتی خطاب میں گفتگو کرتے ہوئے فرمایا کہ "الدین النصیحہ" حدیث کا وہ جامع جملہ ہے جس میں دین کی پوری دعوت آگئی ہے۔ نصح کا مطلب خلوص اور اخلاص ہے۔ لیکن سوال پیدا ہوتا

تنظیم الاخوان کے امیر مولانا محمد اکرم اعوان، تحریک اسلامی کے امیر مولانا مختار گل اور مرکزی جمعیت اہل حدیث کے سیکرٹری نعیم بادشاہ، سٹیج پر رونق افروز ہیں

ہے کہ خلوص اور اخلاص کس کے لئے۔ چنانچہ جب حضور ﷺ سے یہی سوال پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اخلاص اللہ کے لئے' اس کے رسول کے لئے' اللہ کی کتاب کے لئے' ائمہ کرام کے لئے اور عام آدمی کے لئے۔ لہٰذا جب لفظ نصح اللہ' رسول اور کتاب اللہ کے لئے استعمال ہوگا تو اس سے مراد "وفاداری" ہوگی' جبکہ ائمہ اور عام آدمی کے لئے اس لفظ کے استعمال سے مراد ان کی "خیر خواہی چاہنا" ہوگی۔

اللہ سے وفاداری کا مطلب یہ ہے کہ اپنی بندگی کو اس کے لئے خالص کر لینا۔ انفرادی زندگی میں اللہ کی بندگی کو خالص کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ہم جہاں تک ممکن ہو اللہ کے احکامات کی پابندی کریں خواہ فاقہ کرنا پڑے یا معاشرہ بائیکاٹ کر دے۔ اجتماعی زندگی میں اس کا تقاضا یہ ہے کہ وہ نظامِ عدل نافذ کریں جس سے ظلم' استحصال' سودی نظام اور فحاشی ختم ہو جائے۔ متحدہ اسلامی انقلابی محاذ کا ہدف بھی یہی ہے کہ ہمارے دستور میں جو خلا ہیں انہیں دور کیا جائے۔ کیونکہ دستور میں پورا اسلام بھی موجود ہے اور چور دروازے بھی ہیں۔ لہٰذا متحدہ محاذ اللہ سے وفاداری کا تقاضا پورا کرنے کی غرض سے عدالتی' معاشی' معاشرتی اور سیاسی نظام کو قرآن و سنت کے تابع بنانا چاہتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ اور اللہ کی کتاب (قرآن مجید) کے ساتھ انفرادی سطح پر وفاداری کا تقاضا یہ ہے کہ قرآن کو اپنا ہادی و رہبر بنایا جائے جبکہ اجتماعی سطح پر عادلانہ نظام قائم کرنے کی جدوجہد کی جائے اور اس کے لئے وہی منہاج اختیار کیا جائے جس کے ذریعے حضور ﷺ نے آج سے چودہ سو برس قبل عرب میں انقلاب برپا کیا تھا۔ کیونکہ الیکشن کے راستے سے کبھی اسلامی نظام قائم نہیں ہو سکتا۔

ائمہ اور عام آدمی کے ساتھ نصح و خیر خواہی کا تقاضا یہ ہے کہ ان لوگوں کو خیر کی دعوت دی جائے اور ظالم کو ظلم سے روکا جائے' کیونکہ ظالم کو ظلم سے روکنا بھی اس کے ساتھ خیر خواہی ہے۔

متحدہ اسلامی انقلابی محاذ کے قیام کا مقصد اور نفاذِ اسلام کے لئے اختیار کئے جانے والے طریقہ کار کی وضاحت کرتے ہوئے ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا کہ متحدہ محاذ کشمکش اقتدار سے الگ رہتے ہوئے پہلے مرحلہ میں لوگوں کو دعوت دے گا کہ وہ توبہ کا راستہ اختیار کریں اور اپنی انفرادی زندگیوں میں احکامات الٰہی کی پابندی کریں۔ جب اس دعوت کے نتیجے میں مناسب طاقت فراہم ہو جائے گی تو ہم میدان میں آئیں گے۔ سب سے پہلے گھیراؤ' اس کے بعد سول نافرمانی اور پھر آگے بڑھ کر بغاوت کے ذریعے حکومت کو مجبور کریں گے کہ وہ سودی نظام' فحاشی اور دیگر منکرات کو ختم کرے اور پاکستان کو حقیقی اسلامی ریاست بنانے کے لئے ضروری آئین سازی کرے۔ البتہ اس مرحلہ میں یہ اہتمام کیا جائے گا کہ توڑ پھوڑ سے گریز کیا جائے۔ اسی طرح ہم اپنی جانیں دیں گے مگر کسی کی جان لیں گے نہیں۔

انہوں نے کہا اب وقت آگیا ہے کہ ہم واشنگٹن یا ماسکو کو اپنا قبلہ بنانے کے بجائے صرف اور صرف اسوہ محمدی ﷺ اختیار کر کے ملک میں اسلام کا عادلانہ نظام قائم کرنے کی جدوجہد میں شامل ہوں۔ تاکہ انسانیت کو جاگیرداروں' سرمایہ داروں اور عالمی صیہونی استعمار کے ظلم سے نجات دلائی جاسکے۔

انہوں نے دینی جماعتوں کے سربراہوں سے اپیل کی کہ ملک کی پچاس سالہ تاریخ گواہ ہے کہ مروجہ سیاسی نظام کا حصہ بن کر ملک میں اسلامی نظام قائم نہیں کیا جاسکتا۔ لہٰذا دوسری دینی جماعتیں بھی متحدہ اسلامی انقلابی محاذ میں شامل ہو کر منہاج محمدی ﷺ کے مطابق اسلامی انقلاب کی راہ ہموار کرنے میں معاونت کریں۔

آخر میں مولانا مختار گل صاحب نے اجتماعی دعا کرائی' جس پر اس جلسے کا اختتام ہوا۔

دعائے صحت

رفیق تنظیم جناب شکیل احمد کے والد بزرگوار پر فالج کا حملہ ہوا ہے۔ قارئین ندائے خلافت سے دعائے صحت کی اپیل ہے۔

بحمد اللہ' امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کے دروس و تقاریر پر مشتمل

تیسری CD بعنوان **اسلام اور خواتین** تیار کر لی گئی ہے

جس میں اہم معاشرتی موضوعات کے بارے میں قرآن و سنت کی راہنمائی پر مشتمل 15 تقاریر شامل ہیں

تیار کردہ: شعبہ سمع و بصر' مرکزی انجمن خدام القرآن' 36۔کے' ماڈل ٹاؤن لاہور

ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں

نعیم اختر عدنان

☆ بھارت جھوٹی فتح کے شادیانے بجا رہا ہے۔ (نواز شریف)

✪ آپ کی عنایت اور مہربانی سے۔

☆ جہادی تنظیموں پر دباؤ ڈالنے کیلئے سعودی عرب کا "تعاون" حاصل کرنے کا فیصلہ (ایک خبر)

✪ اس نیک کام میں "امریکہ کا خصوصی تعاون اور کردار" بھی شامل ہوگا۔

☆ حکومت عوام اور کارکنوں کی توقعات پر پوری نہیں اتری۔ (مسلم لیگی رکن اسمبلی میاں اظہر)

✪ "جابر سلطان اور شریف حکمران" کے سامنے کلمۂ حق کہنا افضل ترین جہاد ہے۔

☆ کارگل کی لڑائی مزید چند روز جاری رہتی تو بھارت کے ۲۰ ہزار فوجی مارے جاتے۔ (پاک فوج)

✪ لیکن محترم نواز شریف کی "دانشمندانہ" پالیسی نے بھارت کو متوقع جانی نقصان سے بچا لیا۔

☆ اسرائیل امریکہ سے ۵۰ ایف سولہ طیارے خریدے گا! (ایک خبر)

✪ تاکہ مشرق وسطیٰ میں "پائیدار امن" کا قیام ممکن ہو سکے۔

☆ اللہ نے نواز شریف سے وہ کام کرایا جو اگلے پچاس برس میں بھی نہیں ہو سکتا تھا۔ (سردار قیوم)

✪ تو مرا حاجی بگویم من ترا ملا بگو!

☆ کشمیری مجاہدین جب چاہیں نیا کارگل کھول سکتے ہیں۔ (نواز شریف)

✪ اور ہم جب چاہیں اسے بند کر سکتے ہیں!

☆ امریکہ کے آگے جھکنا اور ورلڈ بنک کی غلامی شرک ہے۔ (حمید گل)

✪ جس کا ارتکاب حکمران طبقہ دھڑلے سے کر رہا ہے۔

☆ جہاد کشمیر کو عالمی سازشوں کا شکار نہیں ہونے دیں گے۔ (سیکرٹری جماعت اسلامی پنجاب)

✪ اس بیان کو "ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے" کا مصداق ہی سمجھا جاسکتا ہے۔

کاروان خلافت منزل بہ منزل

اسرہ باجوڑ خار، شب بسری پروگرام

۳/ جولائی بوقت عصر جناب فیض الرحمٰن، گل محمود، محمد طاہر، یوسف جان، سردار محمد، محمد شاہ اور محمد نعیم عنایت، کلی میاں گاؤں مسجد پہنچے، نماز پڑھنے کے بعد جناب فیض الرحمٰن نے سورۃ رحمٰن کی ابتدائی تین آیات کی تلاوت کی اور فرمایا کہ موتی کی قدر و قیمت کا علم بادشاہوں کو ہوتا ہے یا جوہری کو۔ اسی طرح قرآن کی عظمت سے اللہ واقف ہے یا محمد ﷺ جن پر قرآن نازل ہوا۔ فیض الرحمٰن نے تفصیل کے ساتھ عظمت قرآن پر گفتگو کی۔ تقریباً ۷۰ افراد شریک پروگرام ہوئے۔

نماز مغرب کے بعد گل محمود نے توحید کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ تین چیزوں میں یکتا ہے۔

(۱) ذات (۲) صفات (۳) حقوق و اختیارات۔

ذات میں یکتا ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ نہ کسی کا بیٹا ہے اور نہ کوئی اس کا بیٹا ہے یعنی اللہ ذات میں یکتا ہے۔ یہود کہتے تھے کہ حضرت عزیز علیہ السلام اللہ کا بیٹا ہیں اور عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کا بیٹا ہیں۔ مشرکین مکہ کہتے تھے کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ ان سب کا رد سورۃ اخلاص میں ہے۔ صفات میں بھی اللہ یکتا ہے۔ اگر کوئی کسی کو اللہ کی صفات میں شریک کرتا ہے تو آیت الکرسی میں اس کا رد موجود ہے۔ جبکہ حقوق و اختیارات کا مسئلہ بہت وسیع ہے۔ اس لئے کہ ہماری زندگی کے دو حصے ہیں، انفرادی و اجتماعی۔ ان دونوں کو جمع کرنے سے دین مکمل ہوتا ہے۔ انفرادی حصہ میں عقیدہ، عبادات اور رسومات شامل ہیں جبکہ اجتماعی حصہ میں سیاسی، معاشی اور معاشرتی نظام شامل ہے۔ انہوں نے واضح کیا کہ ہم نے ایمان مجمل میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ عہد کیا ہے کہ ہم ان تمام چیزوں میں کسی کو شریک نہیں کریں گے۔ لیکن اگر معاشرے کا جائزہ لیا جائے تو ہمارا اجتماعی نظام شرک اور کفر پر مشتمل ہے۔ نماز عشاء کے بعد فیض الرحمٰن نے سورۃ التوبہ کی آیت ۱۱۱ کا درس دیتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مومن سے ان کے مال اور جان خرید لئے ہیں، اس کے بدلے جنت کا وعدہ کیا۔ آپ نے جماعت سازی پر زور دیا اور کہا کہ اقامت دین کے لئے ایک منظم جماعت کی ضرورت ہے، اس لئے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ "میں تمہیں پانچ باتوں کا حکم دیتا ہوں۔ جماعت، سمع و طاعت، اللہ کی راہ میں ہجرت اور جہاد کرنے کا"۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ "جو کوئی اس حال میں مرا کہ اس کی گردن میں بیعت کا حلقہ نہ تھا تو وہ ایک قسم کے نفاق پر مرا"۔

فیض الرحمٰن نے کہا کہ بیعت منصوص، مسنون اور ماثور عمل ہے۔ خلافت راشدہ کا نظام بیعت کے نظام پر استوار تھا۔ حضرت حسینؓ نے یزید کے خلاف علم بغاوت بلند کیا تو بیعت کی بنیاد پر، تحریک شہیدین بھی اسی بیعت پر قائم ہوئی تھی۔ حضرت شیخ الہندؒ نے ہندوستان کے مسلمانوں کو فرمایا تھا کہ مولانا ابوالکلام کے ہاتھ پر اقامت دین کے لئے بیعت کر لو۔ فیض الرحمٰن نے رفقاء سے کہا کہ ۱۵، ۱۵ منٹ کی حال "فرائض دینی کا جامع تصور" پر گفتگو کریں۔ تمام رفقاء نے اس حکم کی تعمیل کی۔ اگلے دن صبح سوا تین بجے گل محمود نے رفقاء کو نوافل کے لئے جگایا۔

نماز فجر کے بعد فیض الرحمٰن نے عبادت رب کی وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ رب وہ ہے جس نے تمام انسانوں کو پیدا کیا اور ان کو اس زمین میں ٹھکانا دیا۔ رب وہ ہے جو حقیقی ہو، رب وہ ہے جس نے انسان کو پیدا کیا اور اس کو ہدایت دی۔ رب وہ ہے جس کا قانون نافذ ہے۔ سورۃ یوسف میں ارشاد ہے "اے میرے قید خانے کے رفیقو تم دونوں میں ایک اپنے رب کو شراب پلانے پر مقرر ہو جائے گا۔" یہاں رب سے مراد بادشاہ ہے۔ اس لئے کہ اس وقت بادشاہی نظام نافذ تھا۔ فرعون نے بھی دعویٰ کیا تھا کہ ﴿اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی﴾ "میں تمہارا سب سے بڑا قانون بنانے والا ہوں"۔ چنانچہ فرعون نے بھی بنی اسرائیل پر اپنا قانون نافذ کیا تھا۔ فیض الرحمٰن نے کہا کہ قبر میں سب سے پہلا سوال رب کے بارے میں ہی ہو گا۔ ناشتہ کے بعد فیض الرحمٰن کی ہدایت پر رفقاء نے "فرائض دینی کے جامع تصور" پر ۲۰، ۲۰ منٹ گفتگو کی۔ مقصد یہ تھا کہ ہمارا ہر ایک رفیق "داعی" بن جائے۔ (رپورٹ : گل محمود)

حلقہ پنجاب شمالی کا تفہیم دین کورس

تنظیم اسلامی کے باہمت اور اہل تقویٰ امراء و ناظمین جب راقم کے سامنے تعلیم و تعلم اور تفہیم دین کورسوں کا تذکرہ کرتے تو اپنی خفت مٹانے کے لئے کہا کرتا تھا کہ یہ علمی و فکری لوگوں کے کام ہیں لہٰذا انہیں سلامت۔ لیکن دل میں زبردست امنگ پیدا ہوتی کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی وسائل عطا فرمائے تاکہ متلاشیان راہ حق اور علمی پیاسوں کے لئے کچھ کر سکوں۔ ادھر ہمارے اہل علم رفقا کا اکثر شکوہ رہتا تھا کہ ہمارے حلقہ میں تحصیل علم کا کوئی فورم نہیں۔ حلقہ پنجاب شمالی کے نئے دفتر کی شکل میں اللہ تعالیٰ نے یہ حجت بھی پوری کر دی اور اچھا خاصا ہال دستیاب ہو گیا۔ چنانچہ برادرم جاوید رفیق نے توجہ دلائی کہ گرمیوں کی چھٹیوں میں تفہیم دین کورس کا اجراء کیا جائے۔ معاملہ جب حلقہ کی مجلس عاملہ میں رکھا تو فوراً ہی یہ تجویز منظور کر لی گئی اور جاوید رفیق ہی اس کے انچارج ٹھہرے۔ سلیبس کی تیاری، اساتذہ کی فراہمی اور کمپیوٹر کا انتظام سب انہی کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔ دو ہزار ہینڈبل تقسیم کئے گئے۔ سلیبس حسب ذیل ترتیب دیا گیا۔

۱۔ عربی گرامر ۲۔ تجوید ۳۔ منتخب نصاب کے کچھ حصے ۴۔ لیکچر ۵۔ کمپیوٹر ۶۔ انگلش گرامر

کلاس کا وقت ۵/۳۰ تا ۷/۳۰ ہے، جس میں میٹرک تا ایم اے تک کے طلباء ہیں۔ کل تعداد ۵۲ طلباء پر مشتمل ہے حاضری بالعموم ۳۵/۴۰ طلباء کی ہوتی ہے۔ طلباء کا ذوق و شوق، محنت، لگن اور جذبہ قابل تعریف ہے۔ اساتذہ میں، عبدالواحد، محمد شمیم اختر، ڈاکٹر عمر علی خاں، انجینئر احمد حسن شامل ہیں۔ تمام رفقاء اس کورس کو کامیاب بنانے کی بھرپور کوشش کر رہے ہیں۔ رانا عبدالغفور جو تربیتی نظام کے منتظم ہیں انہوں نے خصوصی محنت سے تفہیم دین کورس کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔ (رپورٹ : شمس الحق اعوان)

اسرہ بی بیوڑ کی دعوتی سرگرمیاں

اسرہ بی بیوڑ کے رفقاء کا دعوتی اجتماع بمقام جلوک ۲۶، ۲۷ جون منعقد ہوا۔ بی بیوڑ سے راقم کے علاوہ حسین احمد، روزی خان، اعجاز احمد، محمد ایوب، حیات ولی اور احباب میں سے حمیداللہ صاحب جو پنجاب یونیورسٹی میں ایم۔ اے سیاسیات کے فائنل ایئر کے سٹوڈنٹ ہیں نے شرکت کی۔ ہم لوگ گاؤں جلوک میں نماز عصر سے پہلے پہنچ گئے۔ مقامی مسجد میں راقم نے "مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق" کے موضوع پر خطاب کیا۔ قریبی مسجد میں جہاں ہمارا ایک روزہ پروگرام طے تھا، حسین احمد نے "عبادت رب" کے موضوع پر خطاب کیا۔ نماز مغرب سے پہلے سب رفقاء جامع مسجد جلوک پہنچ گئے۔ نماز عصر اور نماز مغرب کے درمیان تربیتی پروگرام منعقد ہوا۔ دوسری نشست بعد نماز مغرب شروع ہوئی۔ راقم نے "فرائض دینی کا جامع تصور" پر خطاب کیا۔ ۲۶ جون تیسرا اور آخری پروگرام میں بعد از نماز عشاء حسین احمد نے "اقامت دین کی جدوجہد سے انحراف" کے موضوع پر خطاب کیا۔ جس میں ۳۰ افراد نے شرکت کی۔ خطاب کے بعد احباب اور رفقاء نے اپنا تعارف کرایا۔ بعدازاں بین الاقوامی حالات زیر بحث آئے۔ ہمارے ایک رفیق محمد ایوب صاحب نے راقم سے تنظیم اسلامی اور طالبان کے تعلقات کے بارے میں پوچھا۔ بعدازاں محمد ایوب صاحب نے جہاد کشمیر کے بارے میں تنظیم اسلامی کا موقف جاننا چاہا جس کا حسین احمد صاحب نے تسلی بخش جواب دیا۔ اس کے بعد روزی خان صاحب نے سونے کے آداب بیان کئے۔ صبح آخری پروگرام میں بعد از نماز فجر حسین احمد صاحب نے درس قرآن دیا۔ جس میں ۱۵ افراد شریک ہوئے، چائے کے بعد دعا پر یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔

جن رفقاء نے اس دعوتی اجتماع میں شرکت نہیں کی تھی ان کے لئے ایک اور دعوتی پروگرام منعقد کیا جس میں نیک محمد اور عمر رحمٰن صاحب رفقاء تنظیم اسلامی اور احباب نے شرکت کی۔

دو مختلف مساجد میں راقم اور حسین احمد ہفتہ وار درس

قرآن دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری یہ حقیر سی کوشش کو قبول فرمائے۔ (رپورٹ : ممتاز بخت)

راولپنڈی کینٹ کے ۸ روزہ تفہیم دین کورس کی روداد

تنظیم اسلامی راولپنڈی کینٹ نے قرآنی فکر کو عوام و خواص اور خصوصاً نوجوانوں تک پہنچانے کے لئے انجمن خدام القرآن کے زیر اہتمام ۸ روزہ تفہیم دین کورس کا بندوبست کیا۔

یہ کورس الہدیٰ ماڈل سکول ٹینچ بھاٹہ راولپنڈی کینٹ میں ۶ جون تا ۱۳ جون عصر سے عشاء تک ہوا۔ پہلی نشست بعد نماز عصر جبکہ دوسری نشست بعد نماز مغرب ہوئی۔ پہلی نشست درس قرآن کے لئے مخصوص تھی جبکہ دوسری نشست میں ہر روز ایک لیکچر ہوتا رہا۔ اس کے لئے ۸ مختلف موضوعات چنے گئے ہیں جو کہ درج ذیل ہیں۔

(۱) مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق
(۲) حب رسول ﷺ اور اس کے تقاضے
(۳) اسلام کا نظام عبادات
(۴) قرآن اور سائنس
(۵) مذہب اور دین کا فرق
(۶) ایمان بالآخرہ
(۷) دینی فرائض کا جامع تصور
(۸) منہج انقلاب نبویؐ

نوجوانوں نے پروگرام کو بہت پسند کیا۔ اکثر کی طرف سے فرمائش ہوئی کہ اس قسم کے مزید پروگرام بھی ہونے چاہئیں۔ حاضری ۳۰ سے ۳۵ احباب پر مشتمل تھی۔ اس میں نوجوانوں کے ساتھ ساتھ کچھ عمر رسیدہ لوگ بھی شامل تھے۔ یوں یہ پروگرام نوجوانوں اور بوڑھوں کی کلاس کی صورت میں حسین گلدستہ بن گیا۔

پروگرام کی افتتاحی اور اختتامی نشستوں میں ناظم حلقہ جناب شمس الحق اعوان تشریف لائے۔ انہوں نے علم کی فضیلت' اہمیت اور پھر عمل اور اس علم کو دوسروں تک پہنچانے کے فرائض شرکائے کورس کے سامنے رکھے۔ انہوں نے کہا کہ اب ہم میں سے ہر ایک کے ذمے یہ فرض ہے اور ہم سے اس کی پوچھ ہوگی کہ جو علم حاصل کیا تھا اس پر خود کتنا عمل کیا اور دوسروں تک کیا پہنچایا؟ آخر میں شرکاء کورس میں اسناد تقسیم کی گئیں۔ (رپورٹ : بشیر محمد شاد)

مرکز الہدیٰ سوہدرہ میں دو روزہ تربیتی پروگرام

اسلام دین فطرت ہے اور انسان کے فطری تقاضوں پر پورا اترتا ہے۔ جہاں جسم کھانے پینے کو مانگتا ہے۔ وہاں روح اپنی پیاس بجھانے کے لئے ذکر الٰہی کا تقاضا کرتی ہے۔ انفرادی سطح پر بھی ذکر الٰہی کی بڑی اہمیت ہے۔ لیکن اگر یہ اللہ کے کلمے کی سربلندی کے لئے اجتماعی سطح پر ہو تو پھر کیا ہی کہنے ہیں۔

روح کی تسکین کے لئے ایسا ہی ایک پروگرام ۱۰' ۱۱ جولائی کو "مرکز الہدیٰ" نزد کسان ٹائیل ملز سوہدرہ میں منعقد ہونا قرار پایا۔ جس میں امراء نقباء اور ذمہ داران حضرات نے شرکت کی۔

ناظم تربیت گاہ کی ذمہ داری راقم الحروف پر تھی۔ دو روزہ پروگرام کا شیڈول طے کرنا بھی بندہ کے ذمہ تھا۔ تفصیلات تحریر کر کے ناظم حلقہ جناب شاہد اسلم صاحب سے منظوری کے بعد نقباء' امراء اور احباب کو بذریعہ ڈاک ارسال کر دی گئیں۔

۱۰ جولائی کو صبح دس بجے پروگرام شروع ہوا۔ تلاوت قرآن مجید کے لئے حافظ نعیم اختر کو دعوت دی گئی۔ انہوں نے سورہ البقرہ کی آیت نمبر ۱۵۳ تا ۱۵۷ تلاوت کی۔

تلاوت قرآن کے بعد سورۃ الانعام کی آیات ۱۶۰ تا ۱۶۶ کے حوالے سے درس کی ذمہ داری راقم الحروف نے ادا کی۔ جس میں صراط مستقیم اور عمل کی اہمیت پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ بعد ازاں امیر حلقہ جناب شاہد صاحب نے تربیت گاہ کی غرض و غایت بیان کی۔ کہ خشت بننے کے لئے جب تک ہم خاک اور آگ میں سے نہیں گزریں گے۔ اسوہ حسنہ پر عمل پیرا نہیں ہو سکتے۔ "ذاتی رابطہ اور اس کی اہمیت" کے موضوع پر جناب شاہد اسلم صاحب نے سیر حاصل گفتگو کی۔

نماز عصر کے بعد درس قرآن جناب محمد حسین نے دیا۔

درس کے بعد دعاؤں کا مذاکرہ ہوا۔ بعد ازاں محمد سلیم صاحب (علی پور چٹھہ) کو دعوت دی گئی کہ وہ نماز کے فرائض اور واجبات پر روشنی ڈالیں۔

نماز مغرب کے بعد سیرت صحابہؓ کا پروگرام تھا۔ جس کے لئے نوجوان رفیق تنظیم محمد اقبال صاحب (ڈسکہ) تیار بیٹھے تھے۔ انہوں نے سامعین کے دلوں کو خوب گرمایا۔ اب باری تھی جناب احمد علی بٹ صاحب (امیر تنظیم گجرات) کی۔ انہوں نے حالات حاضرہ پر مختصر مگر جامع گفتگو کی۔

عشاء کی نماز اور کھانے کے لئے وقفہ کیا گیا۔ آج کے دن کے آخری پروگرام میں سونے کے آداب اور تہجد کی اہمیت احمد علی بٹ صاحب نے بیان کئے۔

صبح تین بجے اللہ کے یہ بندے بارگاہ الٰہی میں قیام و سجود میں تھے۔ نماز فجر کے بعد درس قرآن محمد حسین صاحب نے دیا۔ "دعوتی و تنظیمی مسائل" کے موضوع پر جناب ڈاکٹر اکرام صاحب (پسرور) پوری تیاری کر کے آئے تھے۔ بلیک بورڈ کی مدد سے انہوں نے اس کا حق ادا کیا۔ دس منٹ کا وقفہ ہوا اور درس احادیث کے لئے تشریف لائے جناب حماد فیاضی صاحب (شیخوپورہ) جنہوں نے پورے اعتماد سے درس احادیث دیا۔

بعد ازاں ماہانہ میٹنگ ہوئی اور آخر میں وقتاً فوقتاً رفقاء سے تربیت گاہ کے متعلق تجاویز اور مشورے لئے گئے۔ تمام رفقاء نے پروگرام کو سراہا۔ تربیتی پروگراموں کے لئے "مرکز الہدیٰ سوہدرہ" کو بہترین مقام قرار دیا گیا اور طے پایا کہ ہر ماہ تمام اسروں سے کم از کم ایک رفیق لازمی مرکز الہدیٰ میں تربیت کے لئے آیا کرے گا۔ راقم الحروف کو "ناظم تربیت حلقہ گوجرانوالہ ڈویژن" کی ذمہ داری سونپی گئی۔ اس پروگرام میں اٹھارہ رفقاء نے کل وقتی جبکہ چار نے جز وقتی شرکت کی۔

طارق محمود صاحب جو ڈاکٹر اکرام صاحب کے ساتھ تشریف لائے تھے۔ ہمہ وقت ساتھ رہے۔ ان کا مشورہ تھا کہ ایسے پروگرام ہر گاؤں' ہر شہر میں ہونے چاہئیں۔
(رپورٹ : خادم حسین)

اسرہ باجوڑ کا دعوتی اجتماع

۱۰ جولائی بوقت عصر جناب فیض الرحمن صاحب' گل محمود' محمد نعیم اور گل رحمن صاحب گاؤں ترخو کی جامع مسجد پہنچ گئے۔ اس مسجد میں اشاعت التوحید و سنت کا بہت بڑا مدرسہ ہے مولانا عبدالجبار صاحب اس کے مہتمم ہیں اور باجوڑ کے امیر بھی ہیں۔ جب ہم مسجد پہنچ گئے تو کوئٹہ سے تبلیغ والوں کی ایک جماعت آئی ہوئی تھی۔ ہم نے مسجد کے مقامی امیر مولانا اسماعیل سے اجازت لی نماز عصر کے بعد فیض الرحمن نے بیان کیا کہ کلمۂ طیبہ کے پانچ فرائض ہیں :

① اس پر ایمان لانا۔
② اس کو صحیح پڑھنا۔
③ اس کے معنی اور مفہوم کو سمجھنا۔
④ اس کو دوسروں تک پہنچانا۔
⑤ اس کو قائم کرنا۔

آخر میں انہوں نے کہا کہ کلمہ طیبہ کا نظام قائم کرنے کے لئے ان مراحل کو طے کرنا ہوگا :

① اس کی دعوت
② جو لوگ اس کو قبول کریں انہیں ایک جماعت میں بیعت کے ذریعے منظم کرنا۔
③ ان کی تربیت بذریعہ قرآن
④ صبر محض
⑤ پھر پانچواں مرحلہ اقدام
⑥ مسلح تصادم کرنا۔

اس گفتگو میں تقریباً ۱۲۰ افراد نے شرکت کی۔ نماز عشاء کے بعد جناب گل رحمان صاحب نے فرائض دینی پر مفصل گفتگو کی۔ انہوں نے کہا کہ اسلام دین ہے اس کے دو بڑے حصے ہیں انفرادی اور اجتماعی ان کو جمع کر کے پورا دین مکمل ہوتا ہے۔ دینی فرائض کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ہمارا سب سے پہلا فرض یہ ہے کہ ہم خود مکمل طور پر اللہ کی عبادت کریں' دوسرا فرض دین کو قائم کرنا' تیسرا فرض دین کو دوسروں تک پہنچانا۔

اس بیان میں ۱۵۰ افراد نے شرکت کی۔ رفقاء نے رات مسجد میں گزاری۔ صبح کے وقت جناب گل رحمن نے ایک عالم دین مولانا دوست محمد صاحب سے ملاقات کی۔ یوں یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ (رپورٹ : گل محمود)

ہفت روزہ ندائے خلافت لاہور
سی پی ایل نمبر: 127
جلد 8 شمارہ 29
سالانہ زرِ تعاون - /175 روپے

پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چوہدری
مطبع: مکتبہ جدید پریس۔ ریلوے روڈ لاہور
مقام اشاعت: 36۔کے ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 5868501-03

معاونینِ ادارت:
○ حافظ خالد محمود خضر ○ مرزا ایوب بیگ
○ نعیم اختر عدنان ○ سردار اعوان
نگرانِ طباعت: شیخ رحیم الدین

دعوتِ فکر

مسئلہ کشمیر اور پاکستان کے مستقبل

کے ضمن میں علامہ مشرقی مرحوم کے اندیشے

ذیل کا اقتباس علامہ عنایت اللہ المشرقی مرحوم کی ایک ۱۹۵۲ء کی تقریر سے ماخوذ ہے —— جس کا پمفلٹ ہمیں علامہ کے ایک دیرینہ فدائی کرنل (ر) محمد ایوب خاں صاحب نے ارسال کیا ہے —— اس تقریر میں علامہ مرحوم نے مسئلہ کشمیر کے ضمن میں یو این او کے جس کردار کا اندیشہ ظاہر کیا تھا وہ تو عرصہ ہوا کہ صدفی صد [illegible]ت ثابت ہو چکا ہے' حال ہی میں ان کا بیان کردہ دوسرا اندیشہ بھی حیرتناک انداز میں روز روشن کی مانند سامنے [illegible] کہ پاکستان کو جنگ سے اس درجہ خوف زدہ کردیا جائے گا کہ اس میں اس کی ہمت ہی نہ رہے —— اس کے بعد جس آخری انجام بد کا اندیشہ علامہ مرحوم نے ظاہر کیا تھا اس کے ضمن میں اللہ سے دعا ہے کہ ایسا نہ ہو اور اس سے قبل ہی مسلمانانِ پاکستان اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کرکے ایک طرف اللہ تعالیٰ کی جناب میں رجوع کرلیں اور دوسری جانب قیام پاکستان کے اصل مقاصد کے حصول کے لئے از سرِ نو کمربستہ ہو جائیں —— اس لئے کہ یہی وہ واحد صورت ہے جس کے ذریعے ہم بھارت کے سامنے ڈٹ کر کھڑے رہ سکتے ہیں ——(ادارہ)

"..... لیکن میرا فرض ہے کہ اگر قوم کو خطرے لاحق ہیں تو میں اس کو بروقت آگاہ کردوں اور اگر قوم ان خطروں سے آگاہ ہونے کے باوجود نہیں سنتی یا ان کا تدارک نہیں کرتی تو پھر قوم کا معاملہ خدا پر چھوڑ دوں۔ ایک نیا خطرہ جس کے متعلق میں تم کو اس وقت آگاہ کرنا چاہتا ہوں اور یوم کشمیر کے موقع پر ہی اسی راولپنڈی میں جو آزاد کشمیر کی حکومت کی سرگرمیوں کا مرکز ہے۔ اس کا اعلان کرنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ ابھی چند روز ہوئے مجھے یقینی طور پر معلوم ہوا ہے کہ یو این او کا آئندہ قدم کچھ تھوڑی سی ٹال مٹول کے بعد یہ ہوگا کہ ہندو کو ناراض نہ کرنے کی خاطر کشمیر کے تمام مسئلے کو کھٹائی میں ڈال دے۔ آہستہ آہستہ اور کچھ آئیں بائیں شائیں کرکے مسئلے کو اس مرحلے تک پہنچادے کہ چونکہ کشمیر کا معاملہ بہت کچھ صاف ہوچکا ہے اور صرف چند باتیں اختلاف کی رہ گئی ہیں اس لئے پاکستان اور ہندوستان دونوں کو کھلا چھوڑ دیا جائے کہ وہ باقی مسائل آپس میں بیٹھ کر طے کرلیں۔ مسلمانو! میں تمہیں نہایت وثوق سے متنبہ کرتا ہوں کہ جس دن نامحسوس طور پر اور کامل بدنیتی سے یو این او نے یہ خطرناک فیصلہ صادر کردیا اور میں پھر کہتا ہوں کہ یہ تمام بات اس ہوشیاری سے کی جائے گی کہ تمہیں محسوس بھی نہ ہوگی تو یقین جانو کہ اسی دن قیامت کے دن تک کشمیر تمہارے ہاتھ سے نکل جائے گا۔ تم اسی امیدوں کے بہشت میں بیٹھے ہوئے ہوگے کہ باقی باتیں جلد طے ہو جائیں گی اور ہمارے سیاستدان کسی نہ کسی سمجھوتے پر ضرور پہنچ جائیں گے لیکن جہنم کے دروازے تم پر چوپٹ کھول دینے کی تیاری اس دن ہو جائے گی۔ میں تمہیں پھر تیسری بار متنبہ کرتا ہوں کہ جس طرح یہ پانچ سال صرف ٹال مٹول میں گزرے ہیں۔ اسی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ ہوشیاری سے آئندہ تین چار مہینوں میں اس مسئلے کو جہنم واصل کر کے کشمیر کو ہمیشہ کے لئے دشمن کے سپرد کردیا جائے گا اور تمہیں محسوس کرائے بغیر نئی امیدوں کا بہشت تمہارے سامنے لاکر رکھا جائے گا۔ دوسری خبر جو اس بارے میں مجھے پہنچی ہے یہ ہے کہ ہندوستان اور پاکستان کے درمیان لڑائی کے خطرے کو اس چالاکی سے کم کیا جائے گا کہ پاکستان کی طرف سے ہندو کو معمولی سی لڑائی کا خطرہ بھی باقی نہ رہے گا۔ انگریز اور امریکہ کی سیاست ہی اس قسم کی بددیانت سیاست ہے کہ کئی اشخاص صرف اس بات پر لگے ہیں کہ پاکستان کی حکومت کو لڑائی کے ہولناک نتائج سے آگاہ کر کے ان کے حوصلوں کو پست کرتے رہیں۔ گویا جب لڑائی کا خطرہ ہی باقی نہ رہا تو ہندو کے لئے میدان کھلا رہ جائے گا کہ وہ بعینہ اس طرح جیسے کہ ایک بلی چوہے کو منہ میں لے کر اس سے کھیلتی رہتی ہے ہندوستان کی حکومت پاکستان کے ساتھ اس وقت تک کھیلتی رہے گی کہ اس کا کچومر نکل جائے..... کسی ایک دن جس کی اطلاع تمہارے فرشتوں کو بھی نہ ہوگی ہندو کا ایک معمولی سا عہدیدار پاکستان میں آکر بیٹھ جائے گا جو نامحسوس طور پر ہماری حکومت پر حکم چلائے گا۔ پاکستان کی حیثیت اس دن محض ایک ہندو ریاست کے طور پر ہوگی اور مزا یہ ہے کہ کوئی شخص حتیٰ کہ پاکستان کی حکومت بھی محسوس نہ کرے گی کہ ہم ہندو ریاست بن چکے ہیں اور اب پاکستان میں ہندو کا راج ہے۔ سب یہی کچھ کہیں گے کہ کچھ نہیں ہوا۔ خدا خیر کرے گا' خدا خیر کرے گا۔ الغرض اسی تسلسل اور تواتر سے مریض میٹھی نیند سو جائے گا جو ابدی ہوگی اور کوئی ایک شخص بھی نہ کہہ سکے گا کہ پاکستان کس دن محکوم بنا' کس دن اس کی آزادی سلب ہوئی' کس نے یہ جرم کیا تھا' کون قصوروار تھا' کیونکہ قومیں جب مٹتی ہیں اسی آہستگی سے مٹتی ہیں۔ شاید اسی آہستگی کے باعث کہا گیا کہ "خدا کی لاٹھی میں آواز نہیں ہوتی....."

احباب نوٹ فرمالیں! —— قرآن کالج آف آرٹس اینڈ سائنس

میں .F.A - I.C.S - اور - I.Com سالِ اوّل میں داخلے جاری ہیں

✪ داخلہ فارم جمع کرانے کی آخری تاریخ 3 اگست 99ء ہے۔ ✪ انٹرویو 5 اگست صبح 9 بجے پرنسپل آفس' قرآن کالج میں ہوں گے۔ جو طلبہ بروقت داخلہ فارم جمع نہ کرا سکیں وہ اپنے داخلہ فارم سمیت 5 اگست کو براہِ راست انٹرویو میں شریک ہو سکیں گے۔

مزید برآں قرآن کالج فار گرلز میں سالِ اوّل کے لئے انٹرویو بھی 5 اگست کو ہوں گے۔

المعلن: ناظم کالج فون: 5869501-3